بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

شمارہ نمبر:۱۰

مارچ ۲۰۲۳ء

مجلّہ پشاور

راہ ہدایت

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

طاہر گل دیوبندی عفی عنہ

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

واٹس ایپ رابطہ نمبر:03428970409

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یااللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ　　پشاور

راہِ ہدایت

شاد باد و شاد زی اے سر زمین دیوبند   ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

فہرست مضامین

نوٹ: گزشتہ شماروں کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لئے 03428970409 پر واٹس ایپ کیجئے۔

مولانا عبد الجبار سلفی صاحب حفظہ اللہ

سنی علماء کنونشن زندہ باد

جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں علماء اہل سنت کا کنونشن بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ اسٹیج پر ہر مکتب فکر کے علماء کرام کی قطاریں سنہری جھالروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اور عوام سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہال جوش وخروش اور ولولہ ایمانی کی بہاریں دکھا رہا تھا۔ ایک ایک مقرر کی گفتگو اپنی جگہ لرزہ فگن اور ہیبت انگیز تھی۔

یہ کنونشن قومی اسمبلی میں **ناموس صحابہ بل** پیش اور پاس ہونے کے بعد اظہار تشکر کے طور پہ تو تھا ہی مگر اس کی مخالفت میں ملک بھر کے رافضی علماء کی چاؤں چاؤں کا بھرپور رد عمل بھی تھا۔ ایسا ہنگامہ خیز اور مذہبی ولولوں سے معمور کنونشن کا انعقاد بروقت اور کئی ایک حوالوں سے بہت ضروری تھا کیونکہ ملک کے چاروں صوبوں سے اہل روافض اپنی پوری سگانی قوت کے ساتھ فرقہ واریت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ جس سے اہل سنت عوام میں دن بہ دن نفرتوں کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ ان حالات میں اکابرین اہل سنت کے لئے حکمت ومصلحت کا جوا اپنے شانوں سے اتار پھینکنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔

چنانچہ اہل السنت والجماعت کے پلیٹ فارم سے جناب حضرت مولانا محمد احمد صاحب لدھیانوی اور جناب مولانا اورنگزیب صاحب فاروقی نے جس پھرتی اور وقار کے ساتھ سر اٹھا کر اور سینہ تان کر عملی غیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس پر بلاشبہ وہ پوری قوم کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور اہل شر وفساد کے جملہ شرور کو انہیں پہ واپس لوٹا کر غارت کر دے۔ اللھم آمین!

ہمیں شب گزشتہ ایک مخلص دوست نے پروگرام کے تمام مقررین کے خطابات کی ویڈیو ریکارڈنگ ارسال کی تو ہر ایک کی گفتگو سن کے یوں لگا جیسے یہ سب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ارواح طیبات کا فیضان اور ان کی جیتی جاگتی کرامات کا ظہور ہو رہا ہو۔ جمعیت علماء اسلام کی جانب سے حضرت مولانا مفتی عبد الشکور صاحب (وفاقی وزیر برائے مذہبی امور) حضرت شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب درخواستی، مولانا عبد الاکبر چترالی، مولانا عبد الکریم عابد، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مولانا اورنگزیب صاحب فاروقی کے جناتی

=÷=

لہجوں کے خطابات نے ایک سماں باندھ دیا تھا۔ ان کے ایمانی ولولے رفض وبدعت کے ہر ہر عضو بدن کو چُور چُور کر دینے والے تھے۔ کانفرنس کے اختتام پہ جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا وہ پوری سنی قوم کے دلوں کی آواز ہے۔ البتہ ایک کمی خاص طور سے دیکھنے میں یہ آئی کہ تحفظ ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مورچوں پہ کام کرنے والی جماعتوں کے نمائندگان غیر حاضر تھے۔ تنظیم اہل سنت پاکستان اور تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کی نمائندگی ان حالات میں اپنے تمام تر تحفظات کے باوجود ضروری تھی۔ جہاں تک میزبان جماعت کی جانب سے دعوت دینے کی ذمہ داری تھی وہ ہماری معلومات کے مطابق بہ احسن وخوبی سرانجام دی گئی۔ تحریک خدام اہل السنت والجماعت پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر مدظلہ کے ساتھ رابطہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی لیکن آں قبلہ گاہی کی متواتر جماعتی مصروفیات اور علالت طبعی کی بناپہ فریقین کا رابطہ نہ ہو سکا۔ البتہ تحریک کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی کے ساتھ رابطہ کیا گیا جس کے بعد کنونشن میں شرکت کے لئے مرکز کے حکم کا انتظار تھا کہ ایک بے لگام مقرر کی بڑبڑاہٹ اور پیٹ کی انتڑیوں کی تڑتڑاہٹ نے بے وقت کی راگنی الاپ کر قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی ذات شریف کے حوالے سے حسب عادت مغز کھپائی کر دی جس سے ایک اشتعال انگیزی کی فضا پیدا ہو گئی۔ اس پر مولانا زاہد حسین صاحب رشیدی کی جانب سے سوشل میڈیا پہ الگ اور قائدین اہل السنت والجماعت کے نام الگ سے عرضداشت ارسال کی گئیں۔ جس کی تفصیلات اپنے موقع پہ عامۃ الناس تک پہنچ پائیں گی۔

ہم اس کامیاب سنی علماء کنونشن کے انعقاد پہ پوری سنی قوم اور میزبان جماعت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپیل کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ چاروں صوبوں میں اس وقت تک جاری رہنا چاہیئے جب تک کہ سینٹ سے ناموس صحابہ بل پاس نہیں ہو جاتا۔ قلمکار اپنے قلم، خطباء اپنی خطیبانہ صلاحیتیں، شعراء اپنے شاعرانہ تخیلات، علماء کرام اپنے تمام تر اثر ورسوخ و وہبی کمالات اور سیاست کے ریگزاروں کے رمزشناس اپنی اپنی بصیرتوں کی آخری کرن تک حضور خاتم النبیین ﷺ کی جنتی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموس کی حفاظت کے لئے جاری اس جدوجہد کے لئے وقف کر دیں۔ سنی بیداری کے ساتھ فتنہ رافضیت کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ اور اپنے ضمیر کی توانا آواز سے ابن سباء کی ذریت کو تگنی کا ناچ نچا دیں۔ اور اپنے اندرونی بغض سے بے چین و بے قرار دولتیاں جھاڑتے ذاکرین و عمامہ پوشوں کے عماموں کے ایک ایک بل کو ان کی فکری گردنوں میں طوق بنا کے ڈال دیں۔

=÷=
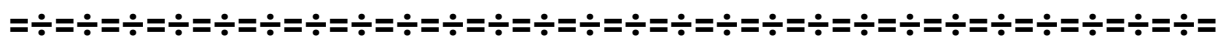
آغا جواد نقوی اور تیندوا

جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں سنی علماء کنونشن کے بھرپور اور کامیاب انعقاد کے بعد ایک بار پھر جناب آغا جواد نقوی صاحب کی باسی کڑھی میں ابال آیا ہے۔ اور انہیں اسلام آباد میں چند روز قبل اچانک شہری آبادی میں گھس آنے والا اپنی نسل کا تیندوا بھی یاد آ گیا ہے۔ جب سے قومی اسمبلی میں ناموس صحابہ بل پاس ہوا ہے تب سے ملک بھر کے رافضی اور ان میں سے خاص کر جواد صاحب نقوی کی آنکھوں میں لالی اتر آئی ہے۔ اور ان کے دل میں بغض و عداوت کا زہر پوری طرح سے ان کے چہرے میں سمٹ آیا ہے۔

ہمیں بعض احباب نے مشورہ دیا ہے کہ آپ اس ناموس صحابہ بل سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ نہ کریں۔ ان کا کہنا تھا کہ ضرورت سے زیادہ خوش فہمی کے پیٹ سے مایوسیوں کے بچے بہ کثرت جنم لیتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں عرض کرتے ہیں کہ الحمدللہ ہم اندھوں میں کانا راجا کے مصداق ملک میں رائج سیاسی پالیسیوں، اور حکومتی فیصلوں کے اتار چڑھاؤ، **مملکتی** نظام کے داؤ پیچ یا پھر **لڑاؤ اور حکومت کرو** کے قدیم برطانوی فارمولے سے غافل نہیں ہیں۔ ہماری خوشی تو اس لئے ہے کہ بل پاس ہو خواہ نہ ہو مگر شیعیت کم از کم اپنے پردۂ تقیہ سے باہر آ چکی ہے۔ پہلے ہم امامی علماء کی کتابوں سے عبارتوں پہ عبارتیں اور تقریروں پہ تقریریں پیش کر کے حکومت اور عامۃ الناس کو ان کے تبرائی اور غلیظ خیالات سے آگاہ کرتے تھے مگر اب یہ کام خود شیعوں نے سنبھال لیا ہے اور وہ اسلام آباد والے تیندوے کی طرح اپنے خوفناک پنجوں اور غیظ و غضب میں ڈوبی خونی نخوت کے ساتھ شب خون مارنے میدان میں اتر آئے ہیں۔ اور اب شیعیت کا یہ اعترافی بیان ریکارڈ میں آ چکا ہے جس کی رُو سے وہ گالیاں دینے کی اجازت چاہ رہے ہیں اور تحفظ ناموس صحابہ بل سے انہیں اس قدر خطرات لاحق ہو چکے ہیں کہ یہ دہائیوں پہ دہائیاں دیتے نظر آ رہے ہیں کہ اگر یہ بل پاس ہو جاتا ہے تو ہمارے مذہب کا تو کچومر نکل جائے گا۔ سبائی ذریت من حیث المجموع اپاہج ہو جائے گی۔ ہماری امام بارگاہیں ویران ہو جائیں گی۔ اور ہماری مجلسوں میں الو بولیں گے کیونکہ اگر ہم سے بھونکنے کا حق چھین لیا جاتا ہے تو پھر ہمارے دامن میں سوائے مرغوں کی بیٹوں کے اور بچتا کیا ہے؟ چنانچہ یہ سوچ سوچ کر جناب آغا جواد صاحب نقوی کو اپنے جنازہ کی چارپائی فضا میں اچھلتی دکھائی دے رہی ہے۔

نقوی صاحب کا کہنا ہے کہ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا عبدالشکور صاحب کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ ہوا ہے اور انہوں نے اپنی سرپرستی میں دہشت گردی کو پروموٹ کیا ہے۔ کیا خوب! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

=÷=

پر اعلانیہ تبرا بازی کرنے کو تو آغا جواد نقوی سمیت ملک بھر کے تمام امامیوں کو اسلام آباد کے تیندوے کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے اور اس کے مقابل سواد اعظم اہل السنت والجماعت کو اتنا حق بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے مقتداؤں اور دینی پیشواؤں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے باہم اکھٹے ہو کر ارباب حکومت کی خدمت میں اپنے جائز مطالبات پیش کروا سکیں۔ دراصل قیام پاکستان سے ہی اگر ان رافضی تیندوں کو جال میں لے لیا جاتا تو آج ان کے ان منحوس اور فرقہ وارانہ خیالات سے خلاصی ہو جاتی۔

نقوی صاحب نے سچ کہا کہ اگر درندہ گھر میں پالیں گے تو ایک دن وہ درندہ گھر سے باہر نکل آئے گا۔ بالکل جیسے شیعیت کے درندے آج دندنا رہے ہیں۔ حالانکہ تحریک جعفریہ کالعدم جماعت ہے۔ اور جواد صاحب نقوی جیسے لوگ محبت اہل بیت کے پیچھے چھپ کر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل چاہتے ہیں۔ لیکن سنی ملت کے غیور مسلمان ان کی اس دیرینہ مگر ناجائز خواہش کو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کبھی پورا نہیں ہونے دیں گے۔

ہم ایک بار پھر ان بے حس نام نہاد سنیوں کو آواز دیں گے جو اس ملعون تبرائی جواد نقوی کو معتدل کہا کرتے تھے کہ اب غیرت کا تقاضہ تو یہی تھا کہ آپ کھلم کھلا اپنی غلطی اور غفلت کا اقرار کر کے پوری قوم کے سامنے ندامت کا اظہار کرتے مگر ابھی تک وہ بد ضمیر مسلسل کومے کی حالت میں ہیں۔ اور ان کی طرف سے کسی قسم کی شرمندگی کا احساس محسوسات تک میں نہیں آ رہا۔ سنی عوام کو ایسوں کا اب گھیرا تنگ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ جب تک ان کو عضو معطل نہیں قرار دیا جائے گا تب تک یہ خوف فساد خلق کی تلوار لٹکتی رہے گی۔

=÷

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ مدیر اعلی مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ (قسط:۷)

فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع جلد دوم

اعتراض:۱۳۷... فضائل اعمال میں ابن عربی کے قول سے استدلال کیا گیا

محمد طارق خان لکھتے ہیں:

"تبلیغی نصاب میں اسی عقیدہ وحدت الوجود کے سب سے بڑے مبلغ شیخ اکبر ابن عربی صوفی کے بارے میں مولانا زکریا صاحب فضائل تبلیغ فصل سابع میں تحریر فرماتے ہیں کہ"

پھر فضائل تبلیغ سے عبارت نقل کر کے لکھا:

"یہی شیخ اکبر ابن عربی صوفی عقیدہ وحدت الوجود کا سب سے بڑا داعی ہے اور مولانا زکریا صاحب اور زیادہ تر دیوبندی، بریلوی علماء کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اسی شیخ اکبر کے معتقد اور گرویدہ ہیں۔"

(تبلیغی جماعت عقائد، افکار، نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں صفحہ ۷۲)

الجواب:

(۱) طارق صاحب نے اس جگہ شیخ ابن عربی کو "شیخ اکبر" لکھا۔ آگے صفحہ ۷۳ بھی انہیں "شیخ اکبر" کہا ہے۔ ایک اور جگہ تحریر کیا:

"شیخ اکبر ابن عربی صوفی" (صفحہ ۷۷)

جب کہ اسی کتاب کے مقدمہ میں ابن عربی کو "شیخ اکبر" کہنے پر یوں اعتراض کیا گیا:

"اس کتاب کے رسالے فضائل تبلیغ میں ابن عربی الصوفی الملحد جس نے عقیدہ وحدۃ الوجود کو مسلمانوں میں عام کیا شیخ اکبر تحریر فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت اور علم و معرفت کا یقین بٹھایا جاسکے۔"

(تبلیغی جماعت عقائد، افکار، نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں صفحہ ۷۲)

=÷=

(۲) فضائلِ تبلیغ میں منقول شیخ ابن عربی کی عبارت پر جو اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع جلد اول اعتراض:۷ کے جواب میں موجود ہے۔

(۳) رہی یہ بات کہ شیخ ابن عربی کے قول کو فضائل اعمال میں نقل کیا سو یہ بات قابل اعتراض نہیں، اس لیے کہ بعد والے لوگ متقدمین کے اقوال اپنی کتابوں میں نقل کیا کرتے ہیں۔ خود غیر مقلدین نے شیخ ابن عربی کو بہت زیادہ خراجِ عقیدت پیش کیا، انہیں تارک تقلید اہلِ حدیث کہا بلکہ **خاتم الولایۃ المحمدیہ** کا لقب بھی دیا۔ اسی طرح اُن کے بہت سے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے انہیں اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے جیسا کہ بندہ کی کتاب **"مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت"** میں یہ سب کچھ باحوالہ درج ہے۔ کچھ حوالے یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ غازی عزیر غیر مقلد لکھتے ہیں:

> "صوفی محی الدین ابن عربی " **الفتوحات الملکیۃ** میں لکھتے ہیں: کسی آیت یا صحیح حدیث کو کسی صحابی یا امام کے قول کے بناء پر چھوڑنا جائز نہیں...."

(انکارِ حدیث کا نیا روپ صفحہ ۲۳۲، ۲۳۱)

تنبیہ: مذکورہ کتاب میں "**الملکیۃ**" ہی لکھا ہے جب کہ صحیح "**المکیۃ**" ہے۔

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

> "شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نصیب ہوئی اور ہمیں ان کا اسم گرامی ملا۔ ہم نے جب اس اسم کی رعایت ذات کی طرح کی اور پھر ہمارے دِلوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی حسرت بھی رہی تو ہمارا اَجر بہت بڑھا دیا گیا ہم کو بھائی کا درجہ نصیب ہوا اور اُن کو صحابی کا۔"

(حاشیہ: فتاویٰ علمائے حدیث: ۹/ ۲۳۴، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

فتاویٰ میں لکھا ہے:

> "متاخرین مثل امام غزالی اور امام رازی اور شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت قطب الاقطاب عبد القادر جیلانی اور حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث اور شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر محققین علمائے

دہلی نے اسی دفع شرک اور بدعت اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طرح طرح سے مضامین رنگارنگ بیان فرمائے ہیں جو کچھ شک وشبہ ہو ان سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے۔"

(فتاوی علمائے حدیث:۹/ ۲۵۲، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"ابن عربی نے کہا: مسلمانوں کا اجماع ہے اس پر کہ جن کھاتے پیتے، نکاح کرتے ہیں، اُن کی اولاد ہوتی ہے۔"

(لغات الحدیث: ا/ ۱۱۴، مادہ جن... میر محمد کتب خانہ کراچی)

وحید الزمان لکھتے ہیں:

"ابن عربی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں، اسی طرح حضرت محمد کے بھی ہزار نام ہیں۔"

(لغات الحدیث: ا/ ۱۳۴، ح... میر محمد کتب خانہ کراچی)

وحید الزمان نے علامہ ابن حزم کے متعلق لکھا:

"شیخ ابن عربیؒ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ آں حضرتؐ نے اُن سے معانقہ کیا اور ایک دوسرے میں غرق اور غائب ہو گئے رضی اللہ عنہ وعن اتباعہ۔"

(لغات الحدیث: ا/ ۳۴، ح... میر محمد کتب خانہ کراچی)

وحید الزمان لکھتے ہیں:

"امام ابن جریر طبریؒ اور شیخ محی الدین ابن عربی نے وضو میں پاؤں پر مسح کرنا بھی جائز رکھا ہے۔ اب غور فرمایئے کہ ان اختلافات کی وجہ سے امت پر کس قدر آسانی ہوئی؟"

(لغات الحدیث: ۲/ ۵۶، ر... میر محمد کتب خانہ کراچی)

وحید الزمان لکھتے ہیں:

"ابن عربی نے کہا اگر کوئی عمداً تمسخر کی راہ سے حدیث کو رد کرے تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور اگر خبر واحد ہونے کی وجہ سے اس کو نہ مانے تو وہ کافر ہے یا بدعتی ہے۔"

=÷=
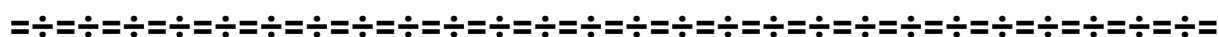
(لغات الحدیث: ۲/ ۱۳، ش... میر محمد کتب خانہ کراچی)

مولانا احسن اللہ ڈیانوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”خود امام ابو حنیفہ کیا فرماتے ہیں سنئے! فتوحاتِ مکیہ“ میں مذکور ہے کہ جسے شیخ محی الدین نے سنداً بیان کیا ہے کہ امام صاحب نے فرمایا لوگو! دین میں رائے سے کوئی بات کہنے سے بچو اور سنت کی پیروی کو لازم پکڑو، کیوں کہ جو سنت سے نکل گیا، وہ گمراہ ہو گیا۔“

(مقدمہ احناف کی تاریخی غلطیاں صفحہ ۲۶، امام شمس الحق ڈیانوی اکیڈمی کراچی، طبع اول جنوری ۱۹۹۹ء)

سنت کی پیروی کے لزوم پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان شیخ ابن عربی کے حوالہ سے متعدد غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ بندہ نے ایسے حوالے اپنی کتاب **”غیر مقلدین کا امام ابو حنیفہؒ کو خراج تحسین“** میں جمع کر دیئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد سلیم غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ابن عربی ایک بہت بڑے عالم، ادیب، شاعر اور صوفی تھے۔“

(تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں صفحہ ۷۴)

اور بھی متعدد غیر مقلدین نے ابن عربی کی عبارات سے استدلال کیا ہے مثلاً...

مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ (مغالطاتِ مرزا صفحہ ۱۵)

مولانا نور حسین گرجاکھی۔ (اثبات رفع الیدین صفحہ ۴۴... قرۃ العینین صفحہ ۸۴، ۹۴)

فائدہ: ابن عربی کے حوالے سے غیر مقلدین کی زبانی چند مزید باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

”اربعین لابن العربی: محی الدین محمد بن علی متوفی ۶۳۸ھ نے اسے مکہ میں جمع کیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کی سند اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچتی ہے (یعنی بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اس کے بعد اور چالیس روایتیں اللہ تعالی سے نقل کی ہیں اس طرح کہ اس کی سند بغیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے اللہ تک پہنچتی ہیں۔“

(حدیث اربعین اور اربعینات کا تعارف مندرج اربعین ثنائی صفحہ ۲۴)

=÷=

(۲) شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد نے شیخ ابن عربی کو تارکِ تقلید اہلِ حدیث قرار دیا ہے:

”چوتھی صدی کے بعد کئی ایسے علماء صلحاء محدثین مفسرین اور فقہاء ہیں جو خالص اہلِ حدیث و مجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے مثلاً...**محی الدین ابن عربی الحاتمی صاحب الفتوحات المکیۃ۔**“

(تنقید سدید صفحہ ۳۰۲)

(۳) علامہ وحید الزمان نے ابن عربی کا دفاع کیا۔ لکھتے ہیں:

”اور تعجب تو شیخ ابن عربیؒ پر ہوتا ہے انہوں نے اپنی تفسیر میں **ذلک الکتاب** سے کتاب **الجفر و الجامعۃ** مراد رکھی ہے سبحان اللہ۔ یہ عجب تفسیر ہے اور ظن غالب ہے کہ یہ کسی کا الحاق اور تصرف ہے اور ایسے الحاقات اور تصرفات بے دینوں نے بزرگوں کی کتابوں میں بہت کئے ہیں۔“

(لغات الحدیث: ۱/۶۷، جف... میر محمد کتب خانہ کراچی)

غیر مقلدین کی کتاب ”محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۵۷۴“ میں حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے شیخ ابن عربی کا دفاع کیا گیا ہے۔

=÷=

محترم محمد مدثر راؤ صاحب حفظہ اللہ (قسط:۲)

رفع ونزول عیسیٰ علیہ سلام اور غامدی شبہات کے جوابات

قارئین کرام! اب تک ہم نے آپ کے سامنے غامدی صاحب کا رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام کی بابت عدم اطمینان کی وجوہات اور قرآنی استدلال پر غامدی صاحب کی خیانت اور دہرے معیار کو پیش کیا ہے۔
اب اس کے بعد غامدی صاحب کی انوکھی منطقی دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آخر موصوف نزول عیسیٰ علیہ سلام کی احادیث کے منکر کیوں ہیں؟ چنانچہ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ

" صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ جس میں عیسیٰ علیہ سلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے یہ ایک طویل حدیث ہے "

(صحیح مسلم حدیث نمبر 7278 اور انٹر نیشنل نمبر 2897)

لیکن اس حدیث میں مسلمانوں کی رومیوں کیساتھ جنگ اور مسلمانوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہاں پر میں ایک بات بتادوں آپ کو کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات درج ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام اس بات سے خوف زدہ تھے کہ کہیں دجال کا ظہور نہ ہو جائے کیونکہ اس وقت بھی یہی صورتحال تھی قسطنطنیہ کے متعلق اور صحیح مسلم کی اس حدیث میں بھی قسطنطنیہ کی فتح کا ذکر موجود ہے۔ اب آپ دیکھیے کہ قسطنطنیہ تو فتح ہو چکا لیکن نہ دجال کا خروج ہوا اور نا ہی عیسیٰ علیہ سلام کا نزول ہوا لہٰذا میرے نزدیک نزول عیسیٰ کے متعلق یہ روایات محل نظر ہو چکی ہیں اور ان پر اب تحقیق کی ضرورت ہے ہم اب انہیں ایسے نہیں مان سکتے۔ رسول اللہ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قسطنطنیہ ایک بار پھر سے رومیوں کے پاس چلا جائے گا اور اسے پھر سے فتح کیا جائے گا کم از کم اتنا ہی فرمایا ہوتا تو پھر بھی ہم غور کرتے۔"

جواب: غامدی صاحب نے اپنی اس تمام تر بات میں اپنا رد خود ہی کر دیا ہے اور ہمارا مقدمہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ تاریخ مدینہ دمشق میں یہ بات لکھی ہے کہ صحابہ کرام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

=÷=

کے دور میں خوف زدہ ہوتے تھے کہ کہیں دجال کا خروج نہ ہو جائے الخ۔

جناب کی اس بات سے ایک چیز بالکل کلیئر ہو جاتی ہے کہ الحمد اللہ صحابہ کرام کا بھی دجال سے متعلق وہی عقیدہ تھا جو آج امت مسلمہ کا عقیدہ ہے اسی لیے تو صحابہ کرام خوف زدہ رہتے تھے۔ اب ہم امید کرتے ہیں کہ غامدی صاحب صحابہ کرام کے اجماع کو جب حجت مانتے ہیں تو وہ ان کے عقیدے کو بھی تسلیم کریں گے۔

دوسری بات صحابہ کرام کے خوف زدہ رہنے کے باوجود اگر دجال کا خروج نہیں ہوا تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ دجال کا وجود ہی نہیں ہے؟

بالکل نہیں.... کیونکہ صحیح مسلم حدیث نمبر 7373 میں موجود ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کو دجال کے متعلق بتایا تو صحابہ کرام اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ انہیں لگا کہ جیسے دجال جھاڑیوں میں کہیں چھپا ہوا ہے کیونکہ اللہ کے رسول جب اسکا ذکر فرماتے تو کبھی اپنی آواز کو دھیما کر لیتے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس پر غامدی صاحب یہ کہیں گے کہ چونکہ دجال اس وقت جھاڑیوں میں سے نہیں نکلا لہٰذا یہ صحابہ کرام کی غلط فہمی تھی دجال کے متعلق اس لیے دجال نام کی کوئی شخصیت نہیں!

غامدی صاحب قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق روایات میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ دوبار فتح کیا جائے گا آخر آپ کو احادیث میں سے صرف ایک چیز ہی نظر کیوں آئی؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو بڑی بڑی عمارتوں کے تعمیر ہونے کو بھی علامات قیامت میں سے بیان فرمایا ہے تو کیا غامدی صاحب اس پر قیامت کا ہی انکار کر دیں گے؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ رسول اللہ کم از کم اتنا ہی فرما دیتے کہ قسطنطنیہ دوبارہ فتح ہو گا الخ۔ ہم کہتے ہیں غامدی صاحب!

صحابہ کرام اتنے حساس اور معصوم تھے کہ انہیں جس بات کی سمجھ نہیں لگتی تھی تو وہ رسول اللہ سے بار بار عرض کرتے تھے اور رسول اللہ بھی بار بار ان کی اصلاح فرماتے تھے۔ اب اگر صحابہ کرام کو اس حوالے سے کوئی شک و شبہ ہوتا تو وہ لازمی قسطنطنیہ کی دوبارہ فتح کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال عرض کرتے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاج سے خوب اچھی طرح واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ اللہ کے رسول جو بات ارشاد فرما رہے ہیں وہ کون کونسے حالات واقعات سے متعلق ہے۔

=÷
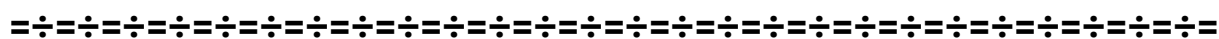
نوٹ: اصل میں غامدی صاحب اور مرزا قادیانی کا اس حوالے سے نظریہ قریب قریب ملتا ہے کیونکہ جماعت قادیانیہ کا بھی یہی ماننا ہے کہ نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کسی نے نہیں آنا اور غامدی صاحب کا بھی یہی کہنا ہے نزول عیسیٰ کا وقت گزر چکا اور اب کوئی نہیں آئے گا........ بس فرق اتنا ہے کہ غامدی صاحب کے نزدیک وہ زمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور جماعت قادیانیہ کے نزدیک وہ زمانہ مرزا غلام قادیانی کا تھا جو کہ گزر گیا۔

مسئلہ توفی کا آسان حل

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی بابت صرف دو مقامات پر لفظ "**توفی**" کا ذکر بیان ہوا ہے ایک سورۃ آل عمران آیت 55 اور دوسری سورۃ المآئدہ آیت 117۔

لفظ "**توفی**" کے متعلق ہمارے علماء کرام نے اپنی کتب میں دلائل و براہین کی روشنی میں خاصی علمی بحث بیان فرمائی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام کے لیے توفی کا معنی پورا پورا لینے کے کیے جائیں گے ناکہ وفات کے۔ اب یہ بحث اس قدر علمی ہوتی ہے کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی اس کو سمجھ نہیں پاتے اور منکرین کے لیے ان کو شبہ میں ڈالنا آسان ہوتا ہے کیونکہ توفی کا معنی "وفات" کے لیے عام استعمال ہوتا ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جو لفظ جس معنی میں ہر جگہ استعمال ہو وہ کبھی دوسرے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اسکا فیصلہ قرائن اور الفاظ کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے جس سے معنی متعین ہوتے ہیں۔

اس وقت ہم **توفی** کے معنی کی بحث میں نہیں جائیں گے بلکہ ہم یہ عرض کریں گے کہ اگر **توفی** کا معنی وفات کے بھی کر لیے جائیں تو پھر بھی کسی صورت میں وفات عیسیٰ ثابت نہیں کی جا سکتی لہٰذا ہمیں اس پر بحث کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیشک علماء کرام نے اس پر کئی اوراق سیاہ کیے ہیں جو کہ ہماری سر آنکھوں پر لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ توفی کا معنی چاہے وفات کے کریں یا پورا پورا لینے کے، اس سے ہمارے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ سلام کو بالکل بھی فرق نہیں پڑتا۔

اب آیئے اسے سمجھیے!

سورۃ آل عمران میں عیسیٰ علیہ سلام کی بابت "**متوفیک**" فرمایا گیا ہے جس کا ترجمہ سب منکرین کے نزدیک یہی ہے کہ

"اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا"

=÷=

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام کو مستقبل میں وفات دیے جانے کا فرمایا جارہا ہے اور مستقبل میں انکی وفات کے تو ہم حیاتی بھی قائل ہیں لہٰذا منکرین اپنے دعوے کے مطابق وہ آیت دیکھائیں جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ سلام کو وفات دے دی۔ منکرین کا دعویٰ ماضی میں وفات دیئے جانے کا ہے اور دلیل مستقبل میں وفات دینے کی دیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

اسی طرح سورۃ المآئدہ میں بھی عیسیٰ علیہ سلام روز قیامت اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے کہ

"جب تک میں ان میں رہا میں انکا گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی پھر تو ہی انکا نگران رہا۔"

اب یہاں پر عیسیٰ علیہ سلام اپنی وفات کا جو ذکر فرمارہے ہیں وہ قیامت کے دن بیان کر رہے ہیں اور سب کو علم ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے سب کو ہی موت آئے گی جس میں عیسیٰ علیہ سلام بھی شامل ہونگے اور اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام قیامت سے پہلے نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد انکی وفات ہو گی لہٰذا اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونگے جس میں وہ اپنی وفات کا ذکر کریں گے۔

اس پر ہم منکرین سے یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ یہ جو عیسیٰ علیہ سلام کا اپنی وفات کے متعلق بات بیان فرما رہے ہیں یہ وفات انہیں کب دی گئی تھی؟ واقعہ صلیب کے وقت یا اس کے بعد؟

اب اس پر منکرین جو بھی دعویٰ کریں گے ان سے اس پر قرآن یا حدیث سے ثبوت مانگا جائے جسے وہ پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہیں گے، ان شاء اللہ

اب اس آیت پر منکرین کے پاس بس ایک ہی وسوسہ بچتا ہے اور وہ وہی ہے جو مرزا قادیانی نے پیدا کیا تھا کہ کیا عیسیٰ علیہ سلام کو اپنی قوم کی گمراہی کا علم ہو گا یا نہیں اگر ہو گا تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ جھوٹ کہیں گے کہ انکو کچھ علم نہیں۔

اس وسوسے کا جواب ہم اپنے مضمون کے **قسط نمبر ۱** میں دے چکے ہیں آپ حضرات وہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

تفاسیر کی امہات کتب سے حیات عیسیٰ علیہ سلام کا ثبوت

غامدی صاحب نے رفع و نزول عیسیٰ علیہ سلام پر ریکارڈ کروائے گئے اپنے وڈیو لیکچرز میں جس تفسیر کو سامنے رکھا وہ تفسیر شر القرون کے ایک متنازعہ عالم مودودی صاحب کی تھی جبکہ حق تو یہ بنتا تھا کہ غامدی صاحب خیر

القرون کے متفقہ مفسرین کرام کی تفاسیر کو اپنے حق میں پیش کرتے لیکن موصوف نے اس کے برعکس عمل کیا۔
غامدی صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ 56 پر قرآن کے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"چناچہ قرآن کے طالب علموں کو بھی چاہیے کہ وہ قرآن کو سمجھتے، سمجھاتے اور اس کی کسی آیت کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے وقت کم سے کم تفسیر کی امہات کتب پر بھی ایک نظر ضرور ڈالیں۔ مدرسۂ فراہی کے آئمہ تفسیر نے جو کام اس زمانے میں قرآن پر کیا ہے، اس سے پہلے یہ حیثیت تین تفسیروں کو حاصل تھی: ابن جریر کی تفسیر، رازی کی تفسیر اور زمخشری کی الکشاف"۔

قارئین کرام!

غامدی صاحب کے مطابقاق امام ابن جریرؒ، امام رازیؒ اور زمخشری حضرات کی تفسیر، تفاسیر کی امہات کتب ہیں جبکہ ان تینوں تفاسیر میں سے کسی ایک کو بھی غامدی صاحب اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ ان مفسرین کرام نے بھی سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا زندہ جسم سمیت آسمان پر جانا تسلیم کیا ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام زمخشری رحمہ اللہ اپنی تفسیر الکشاف میں سورۃ النساء آیت 158 اور 159 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو اللہ نے آپکو خبر دے دی کہ میں آپکو آسمان پر اٹھالوں گا اور آپ کو ان یہود سے پاک کردوں گا، تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے کون راضی ہے جس پر میری صورت ڈال دی جائے اور (میری جگہ)مصلوب ہو کر جنت میں داخل ہو جائے؟ تو ایک آدمی نے کہا میں تیار ہوں، تو اسکو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے مشابہ بنا دیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک منافق آدمی تھا اس نے یہود سے کہا میں تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا ٹھکانہ بتاتا ہوں تو جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اٹھالیا گیا اور اس منافق پر ان کی شکل ڈال دی گئی انہوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔"

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں حدیث پیش کرتے ہیں

=÷

"عیسیٰ فوت نہیں ہوئے وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس لوٹ کر آئیں گے۔"

امام رازی رحمہ اللہ سورۃ آل عمران آیت 55 کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے خلاف جو سازش کی وہ یہ تھی کہ انہوں نے انہیں قتل کرنا چاہا، اللہ نے انکے خلاف تدبیر کی وہ یہ تھی کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھا لیا، وہ اس طرح کہ جب یہودیوں کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے قتل کا ارادہ کیا، اور جبرائیل علیہ سلام ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے ساتھ ہی رہتے تھے، تو جب وہ قتل کرنے آئے جبرائیل علیہ سلام نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو ایک ایسے کمرے میں داخل ہونے کا کہا جس میں ایک کھڑکی تھی، تو جب وہ (دشمن) داخل ہوئے تو جبرائیل نے آپ کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور انکی صورت ایک اور آدمی پر ڈال دی گئی جسے انہوں نے پکڑ کر صلیب دے دی۔

لہٰذا اللہ کی تدبیر سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو آسمان پر اٹھالیا اور وہ یہودی آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔"

امام رازی مزید آگے تفسیر میں لفظ "**توفی**" کے متعلق فرماتے ہیں

"**توفی** کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پورا لینا، اللہ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کی صرف روح اٹھائی گئی جسم نہیں، تو اللہ نے یہ بات ذکر فرما کر بتادیا کہ انکی روح اور جسم دونوں آسمان پر اٹھائے گئے۔"

غامدی صاحب طلباء کرام کو تو ان تفسیروں پر نظر ڈالنے کا کہتے ہیں لیکن کاش کہ خود بھی ایک نظر ان پر ڈال لیتے تو بہتر ہوتا۔

=÷=

رب نواز بھٹی (قسط:۲)

غیر مقلدین کے دعویٰ عمل بالقرآن کی حقیقت

قرآن وحدیث کے خلاف اپنے مولوی کی پیروی

مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی (مدرس مدرسہ اہلِ حدیث کھنڈیلہ ضلع جے پور) فرقہ غرباء اہلِ حدیث کے نظریات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رفتہ رفتہ جماعت اہلِ حدیث کھنڈیلہ میں بھی یہ خیالات پیدا ہونے لگے اور مولوی [عبد الوہاب دہلوی (ناقل)] صاحب کے دعووں کی تصدیق کرنے لگے اور غیر مبایعین کو جاہلیت کی موت مارنے لگے اور اس امامت نے ایک طرح کی تقلید ضلالت کی شکل اختیار کر لی۔ اور مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل کو یہ لوگ بے چوں وچرا جو خلاف قرآن و حدیث تھے تسلیم کرنے لگے مثل مرغ کی قربانی اور دھیلی پاؤلے کا بازار سے گوشت خرید کر بانٹ دینے کا نام قربانی رکھنا اور بیع مضاربت کو ایک سودی شکل میں معاملہ کرنا اور قربانی نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف کارِ خیر مثل مسجد وغیرہ کے اپنے ملک ہندوستان میں خرچ کر دینا اور واسطے ثواب ایک لاکھ روپیہ کے ایک حیلہ تراشا جس کی صورت یہ ہے کہ یہ روپیہ قربانیوں کے ایک شخص مال دار کو بیت اللہ میں حوالہ کر دینا اور اُس پر یہ خیال کرنا کہ دینے والوں کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا اور پھر یہ شخص یہ روپیہ ہندوستان میں اگر کسی مسجد وغیرہ میں لگا دے تو اس مسئلہ کو شرعی بتانا وغیرہ وغیرہ۔''

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۳، مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

لاتفرقوا کی مخالفت.... شیرازہ بندی پاش پاش

مولانا عبد القدوس گوڑگانوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارا خیال تھا کہ جماعت غرباء اہلِ حدیث والے اپنی پرانی روش سے قدرے ہٹ گئے ہیں مگر ہمارے خیال کو مولانا مقبول احمد مجاہد نے غلط ثابت کر دیا کہ وہ ان دنوں اپنی جماعت کی

=÷=

طرف سے مختلف مقامات کا دَورہ کررہے ہیں وہ کوٹ رادھا کشن بھی تشریف لائے تو انہوں نے اپنی تقریر کے دَوران مسئلہ امارت کے بارے میں ان تمام باتوں کا اعادہ کیا جن کی وجہ سے متحدہ ہند کی جماعت اہلِ حدیث میں شدید اختلافات پیدا ہوگئے تھے اور بالآخر جماعت اہلِ حدیث دو حصوں میں منقسم ہوگئی تھی اور پھر ہر دو فریق کی طرف سے سخت ترین تحریریں شائع ہوئیں۔ اس طرح جماعت کی شیرازہ بندی پاش پاش ہو کر رہ گئی اور جماعت اہلِ حدیث کی تبلیغ کو سخت نقصان پہنچا اور جماعتی ترقی یکدم رک گئی۔ ‘‘

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۹/ دسمبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۷)

حکیم خالد سیف اللہ محمدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’اہلِ حدیث پہلے بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہیں۔ امامیہ، غیر امامیہ۔ جھنڈوی، غیر جھنڈوی۔ مرکزی، غیر مرکزی۔ جہادی، غیر جہادی۔ روپڑی، غزنوی، ثنائی۔ اب دعائی اور غیر دعائی بھی قائم ہوگئے ہیں۔ ‘‘

(فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت صفحہ ۵)

غیر مقلدین میں فرقہ واریت کا اُن کے کئی علماء نے اعتراف کیا ہے۔ اس عنوان کی بہت سی تحریریں بندہ کے مطالعہ میں ہیں۔ اگر کبھی ’’غیر مقلدین میں فرقہ واریت ‘‘ عنوان پر لکھنے کی اللہ نے توفیق بخشی تو تفصیل سے لکھوں گا ان شاء اللہ۔

فقہی موشگافیوں سے قرآن وسنت کو نظر انداز

ڈاکٹر عطاء محسن غیر مقلد اپنی جماعت کے ایک بزرگ کے سودی فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
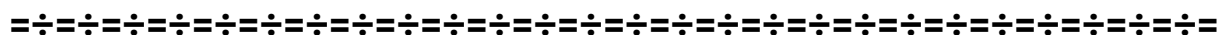
’’ہماری حالت یہ ہے کہ اپنی فقہی موشگافیوں سے قرآن وسنت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ‘‘

(فتاوٰی ثنائیہ مدنیہ: ۱/۲۵۶)

لفظ ’’فقہ ‘‘ قرآن وحدیث میں اچھے مفہوم میں ہے مگر اہلِ حدیث کو اِس سے چڑ ہے

مولانا ثناء اللہ مدنی غیر مقلد ’’اہلِ حدیث ‘‘ کے متعلق لکھتے ہیں:

’’قرآن وحدیث کے علاوہ انہیں لفظ ’’فقہ ‘‘ سے چڑ ہے، حالاں کہ لفظ ’’**فقہ**‘‘ قرآن و

=÷=

حدیث دونوں میں اچھے مفہوم میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔**من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین** یعنی جس کے ساتھ اللہ بھلائی چاہے اسے دین کی فقاہت عطاء کرتا ہے"

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:۱/۲۶۱)

اجتہادِ جدید کی درانتی سے قرآن کے صریح حکم کو کاٹنے کی جسارت

غیر مقلدین کے پرچہ "الاعتصام" میں جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا محمد حنیف ندوی کی کتاب "مسئلہ اجتہاد" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

"اسی موضوع پر ادارہ ثقافت نے "مسئلہ اجتہاد" مستقل کتاب بھی شائع کی، جس میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تبدیلی احوال کی بناء پر "اجتہاد جدید" کی درانتی سے قرآن وحدیث کے ہر صریح حکم (نص) کو کاٹا جاسکتا ہے۔"

(الاعتصام: اشاعت خاص، بیاد مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ ۲۷۷)

قرآن وحدیث کے صریح احکام کو تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے!!

مولانا حنیف ندوی غیر مقلد کے ایک مضمون پر یوں تبصرہ مذکور ہے:

"فرمایا گیا ہے کہ: مسئلہ وراثت اور عورتوں سے متعلقہ قرآن وحدیث کے صریح احکام تک کو آج کے ارتقائی دور میں تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے۔"

(الاعتصام: اشاعت خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۲۷۷)

ندوی مذکور کو "متکلم اسلام" کہا ہے۔

(الاعتصام: اشاعت خاص، بیاد مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ ۵۱)

قرآن وحدیث سے متعلق لن ترانیاں

مولانا تنزیل صدیقی غیر مقلد نے "علمائے اہل حدیث سے گذارشات" عنوان قائم کر کے جو گذارشات کی ہیں ان میں ایک گذارش یہ ہے:

"قرآن وحدیث سے متعلق اپنی لن ترانیاں چھوڑ دیں"

=÷=

(احناف کی تاریخی غلطیاں صفحہ ۱۴۷)

قرآن وحدیث کے خلاف فتویٰ!

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سود کی حرمت قرآن و حدیث میں مشاہدہ کی جائے اور اس کے متعلق جو وعید اور تشدد وارد ہے دیکھا جائے تو مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب مجتہد امرتسری (غیر مقلد) محض قیاس سے لوگوں کو ضرورت کے وقت جائز ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔"

(مظالم روپڑی صفحہ ۳۲ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول)

آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کے خلاف قفال کی پیروی

مولانا عبد الحق غزنوی غیر مقلد نے امرتسری تفسیر پہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"افسوس ہے برخلاف آیاتِ کریمہ و اجماع ائمہ کے جابجا اپنی تفسیر میں عرش کی تفسیر بہ تقلید قفال حکومت اور بادشاہت کے ساتھ کرتا ہے اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ عرش کے انکار سے تو کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔"

(حاشیہ الاربعین صفحہ ۱۷، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

مولانا عبد الحق غزنوی غیر مقلد نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ اور اہلِ اسلام کو چھوڑ کر قفال کا مقلد بن کر عرش سے انکاری ہوا۔"

(الاربعین صفحہ ۱۸، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

مولانا عبد الحق غزنوی غیر مقلد نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"چوں کہ اس آیت میں بھی معجزہ اور کرامت ثابت ہوتا ہے جو اس کی سمجھ میں قانون قدرت کے خلاف ہے اس واسطے آیت کی تفسیر کچھ اور کی۔"

(حاشیہ الاربعین صفحہ ۱۸، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

=÷=

قرآن کے خلاف تفسیر کرنے کا ایک اور نمونہ

مولانا عبد الحق غزنوی غیر مقلد نے امرتسری تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”ص ۱۷۴ میں اس آیت **ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ** کی تفسیر میں لکھا **حمل الثمانیۃ کنایۃ عن عظمۃ کبریاہ لقولہ تعالی لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار**۔ ماشاء اللہ کیا ہی تفسیر اور کیا ہی استدلال ہے۔ انگلیوں میں لہو لگا کر شہیدوں میں ملنا چاہتے ہیں۔ مصنف تفسیر ثنائی کے نزدیک نہ در حقیقت عرش ہے اور نہ آٹھ فرشتے عرش کے اُٹھانے والے ہیں بلکہ صرف یہ ایک اللہ عزوجل کی عظمت اور بزرگی کا ایک کنایہ ہے۔ یہ تفسیر آیہ کریمہ **الذین یحملون العرش و من حولہ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون للذین آمنوا** اور احادیث صحیحہ اور تفاسیر معتبرہ اہلِ اسلام کے خلاف ہے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور تفاسیر معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے کہ عرش عظیم اللہ عزوجل کی مخلوقات میں سے ایک بڑی مخلوق ہے۔ اور اس کے اُٹھانے والے فرشتے ہیں اور یہی تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے **لکن من یھن اللہ فمالہ من مکرم**۔“

(الاربعین صفحہ ۲۶،۲۵... مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

امرتسری تفسیر کو قرآن رد کرتا ہے

الاربعین کتاب کی تصدیق کرنے والے بزرگ احمد علی صاحب لکھتے ہیں:

”ثناء اللہ کی تفسیر پر صرف یہی الزام نہیں کہ وہ سلف کے خلاف ہے بلکہ فی نفسہ مضمون قرآن مقدس بھی اس کو مردود کرتا ہے جب عبارت قرآن شریف کی اس مدعا کو نہیں اُٹھاتی جس کو اپنی تفسیر میں مولوی ثناء اللہ نے تحریر کیا ہے تو ظاہر ہے کہ قرآن شریف اُس کی تردید کرتا ہے۔“

(الاربعین صفحہ ۴۰... مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

صاحبِ قرآن کی مخالفت

الاربعین کتاب کے مصدّق مولانا فقیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:

=÷=

" فانی وقفت علی بعض من التفسیر المسمی بتفسیر القرآن بکلام الرحمن الذی صنفه المولوی ثناء الله الامرتسری من ابناء الزمان فطالعته و نظرت فیه نظر المتامل بالتامل و الامعان فوجدته کاسمه غلط مخالفالتفسیر من نزل علیه الفرقان۔"

(الاربعین صفحہ ۵۲... مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

ترجمہ: میں ایک تفسیر بنام "تفسیر القرآن بکلام الرحمن" پہ مطلع ہوا جسے موجودہ زمانہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تصنیف کیا، میں نے اس کا مطالعہ کیا، اسے غور و گہرائی سے مطالعہ کرنے والوں کی طرح دیکھا۔ پس میں نے اسے اس کے نام کے مطابق غلط اور اس ذات [سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (ناقل)] کی تفسیر کے مخالف پایا جس پر فرقان [قرآن (ناقل)] نازل ہوا۔

کتاب وسنت کی تعلیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں مگن

مولانا محمد رفیق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہ ہماری ہی جہادی تنظیم ہے جس نے استیصال تعلیم کتاب و سنت اور نتیجۃً فروغ جہالت کو اپنے جہاد کا مقصد بنالیا ہے۔"

(مولانا سلطان محمود جلال پوری صفحہ ۱۱۸)

آیاتِ قرآنیہ کے خلاف یونان کے کافروں کی پیروی

مولانا عبد الحق غزنوی غیر مقلد نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں:

"ناسخ و منسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفات باری، دیدار الہی، میزان، عذاب قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوع شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ جو اہلِ سنت میں مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیات قرآنیہ اُن پر شاہد ہیں اور علماء اہلِ سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفاسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے۔ انہوں نے اُن سب آیتوں کو **بتقلید** کفرۂ یونان و فرقہ ضالہ معتزلہ و قدریہ وجہمیہ خذاہم اللہ محرف و مبدل ہو کر کے سبیل مؤمنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو **ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی و نصله جهنم و ساءت**

=÷=

مصیرا کا مصداق بنایا۔‘‘

(الاربعین صفحہ ۵، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

آیتوں کے خلاف قواعد سازی

مولانا عبد الجبار غزنوی غیر مقلد نے مولانا غلام العلی قصوری غیر مقلد کو مخاطب کر کے لکھا:

’’افسوس! آپ فخر سے ایسے قواعد وضع کرتے ہیں جو صریح آیتوں کے مخالف ہیں۔‘‘

(اثبات الالھام و البیعۃ بادلۃ الکتاب والسنۃ صفحہ ۱۵۳)

یحبون ان یحمد و ابمالم یفعلو اکا مصداق

حافظ عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’ہماری جمعیت جو چھوٹے چھوٹے رسائل شائع کر رہی، یہ افراد کا کام ہے۔ جمعیت کا کام یہ ہے کہ وہ حدیثوں کے متون شائع کرے جو ابھی تک مطبوع نہیں ہوئے... جمعیت کی طرف سے ابھی تک کوئی کتاب حدیث شائع نہیں۔ ہاں! چندوں کی بھرمار ہے جس کے لیے جلسے ہوتے ہیں اور سالانہ بیسیوں ہزار رقوم اور ہزاروں من گندم وغیرہ کی آواز مسموع ہوتی ہے۔‘‘

(حاشیہ: **العطر البلیغ** صفحہ ۱۱۶، ۱۱۵، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

تنبیہ: اثری صاحب نے مذکوہ بات ۱۹۶۱ء کے حالات میں لکھی ہے۔

اثری صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’اب تک جو متون و شروح شائع ہوئے ہیں وہ سب دوسروں نے شائع کئے ہیں۔‘‘

(حاشیہ: **العطر البلیغ** صفحہ ۲۹، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

’’ہندوستان میں جو کتب حدیث مطبوع ہوئی ہیں وہ سب انفرادی طور پر مطبوع ہیں، اہلِ حدیث جماعت کی طرف سے بھی حدیث کی کتابیں طبع ہو کر منڈی میں آنی چاہئیں تھیں مگر افسوس کہ ہماری جماعت اہلِ حدیث نے ابھی تک کوئی حدیث کی کتاب شائع نہیں فرمائی... مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ نے قدرے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ اہلِ حدیث کا جلسہ ہے

=÷=

اور اہلِ حدیث ہی کو گر ایا گیا ہے۔ مگر یہ اثنائے تقریر میں نہیں اور نہ اس کے بعد جلسہ گاہ میں بلکہ مسجد میں چند دوستوں کے روبرو تو میں نے عرض کی کہ جن کی تعریف کی ہے ان کا کام بیان کیا ہے، آپ کے خیال میں جن کو گرایا ہے ان کی کوئی شائع کردہ حدیث کی کتاب آپ کے پیش نظر ہے تو اسے بتائیں انہیں اُبھارا جا سکتا ہے۔ کچھ کام کئے بغیر مدح سرائی **تو یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا**۔ (آل عمران) کا مصداق ہے جو ٹھیک نہیں۔ حالاں کہ اس کا ٹھیک تاثر یہ تھا کہ ان شاء اللہ اس کی طرف ضرور توجہ ہو گی کہ یہ بہت بڑا ضروری کام ہے۔ افسوس ہے کہ دوسروں پر عیب گیری ہو تو خوش اور اپنا جائزہ لیا جائے تو رنج۔ کیا خوب ہے!۔"

(**العطر البلیغ** صفحہ ۱۷۰، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

ایک غیر مقلد نے مولانا محمد اسحاق چیمہ غیر مقلد کے نام کھلا خط شائع کیا، اس میں لکھا:

"آپ ہر ہفتہ سازشی، تخریب کار، کینہ پرور، حب جاہ کا دلدادہ، حاسد، یحمدوا بمالم یفعلوا کے زمرے کا ایک فرد "شیخ الحدیث" کو گائیڈ لائن دیتے رہے حالاں کہ اسے تخریب کاری کی وجہ سے جامعہ کے بانی حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر نکال دیا تھا۔"

(ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور ۲۱/ ستمبر ۱۹۸۴ء)

اس کا عکس رسائل اہلِ حدیث جلد اول کے آخر میں موجود ہے۔

قرآن پہ ہاتھ صاف کرنے کی جسارت

مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد نے حافظ عنایت اللہ اثری غیر مقلد کے متعلق لکھا:

"ممتاز عالم دین اور طلوع اسلام کی طرح سر سید احمد کے افکار سے بہت متاثر ہیں جیسا کہ اثری کے لاحقہ سے بھی معلوم ہوتا ہے آپ خود کو اہلِ حدیث کہلوانا پسند فرماتے تھے... آپ بھی سر سید اور دوسرے تمام منکرین حدیث کی طرح معجزات انبیاء کے منکر ہیں۔ آپ نے تمام امت مسلمہ کے مسلّمہ عقیدہ کے علی الرغم "عیون زمزم فی ولادتِ عیسیٰ بن مریم" نامی کتاب لکھ کر حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدائش کی تردید فرمائی۔ علاوہ ازیں دو کتابیں بیان المختار اور قول المختار لکھ کر تمام انبیاء کے معجزات سے انکار فرمایا ہے۔ حافظ اور دوسرے منکرین حدیث

میں مابہ الامتیاز فرق یہ ہے کہ تمام منکرین حدیث کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ پہلے احادیث کا انکار کرتے ہیں پھر بعد میں قرآن کی من مانی تاویلات کرکے قرآن پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ جب کہ حافظ صاحب تاویلات کے ذریعہ پہلے قرآن پر ہاتھ صاف کرتے ہیں، بعدہ حدیث پر۔ گویا آپ کا کام عام منکرین حدیث سے دو گنا بڑھ گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تاویل قرآنی کے دھندے میں حافظ صاحب موصوف نے منکرین حدیث کے کان کتر ڈالے ہیں... حافظ صاحب نے جب واقعہ اسراء کی تاویل پیش فرماتے ہوئے مسجد اقصیٰ سے مراد دُور کی مسجد اور مدینہ منورہ نیز واقعہ اسراء سے مراد ہجرت نبوی کا تصور پیش کیا تو پرویز صاحب نے انہیں درج ذیل الفاظ میں ہدیہ تبریک پیش فرمایا تھا: ''اگلے دنوں ایک صاحب کی وساطت سے مجھے عنایت اللہ اللہ اثری (وزیر آبادی ثم گجراتی) کی کتاب ''حصول تیسیر البیان علی اصول تفسیر القرآن'' دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوئی کہ انہوں نے بھی مسجد اقصی کا وہی مفہوم لیا ہے جسے میں نے مفہوم القرآن میں لکھا تھا، ایک اہلِ حدیث عالم کی طرف سے اس آیت کا وہ مفہوم جو روایتی مفہوم سے ہٹا ہوا ہو۔ واقعی باعث تعجب (اور چوں کہ وہ مفہوم میرے نزدیک قرآن کی منشاء کے مطابق ہے اس لیے وجہ حیرت) ہے۔ مولانا صاحب اگر بقید حیات ہوں (خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا ان کی عمر دراز کرے) تو وہ میری طرف سے اس تحقیق اور حق گوئی کی جرأت پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ طلوع اسلام جنوری ۷۵ء ص ۴۱''

(آئینہ پرویزیت صفحہ ۱۳۰)

تنبیہ: کتاب کا صحیح نام ''عیون زمزم فی میلادِ عیسی بن مریم'' ہے۔

قرآن کی رُو سے سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا مگر اثری صاحب منکر

قرآن میں سیدنا یونس علیہ السلام کی بابت خبر ہے

''**فالتقمه الحوت**'' کہ مچھلی نے انہیں نگل لیا تھا۔

(سورۃ الصافات، آیت: ۱۴۲)

مگر حافظ عنایت اللہ اثری غیر مقلد اِس کے منکر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

=÷=
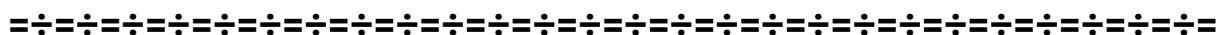
”۳۱/ جنوری ۶۰ء کو وزیر آباد شیخ حافظ عبد الرحیم صاحب کی دکان پر اور پھر مسجد اہلِ حدیث میں دریافت ہوا کہ قرآن مجید نے تصریح فرمائی ہے کہ یونس علیہ الصلوۃ والسلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا مگر آپ نے اس کا انکار کیا ہے۔“

(**العطر البلیغ** صفحہ ۳۸، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”دوستوں نے دریافت کیا کہ یونس علیہ الصلوٰ والسلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کا آپ نے انکار فرمایا ہے جس کا میں نے وہی جواب دیا جسے میں ۳۱/ جنوری ۱۹۶۰ء میں ذِکر کر آیا ہوں۔“

(**العطر البلیغ** صفحہ ۱۰۳، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”یونس علیہ الصلوۃ والسلام بھی مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے... میں نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا جسے سن کر دوستوں نے تصویب فرمائی بلکہ اہلِ حدیث بھائی عبد اللہ صاحب نے سب کے روبرو کھڑے ہو کر میرے سر کو چوم لیا اور کہا کہ ہماری تسلی ہو گئی۔“

(**العطر البلیغ** صفحہ ۲۹، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

قرآن کی رُو سے نسخ اک مسلمہ حقیقت ہے مگر اثری صاحب اس سے انکاری ہیں

اللہ نے فرمایا:

ماننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھآ او مثلھا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۰۶)

ترجمہ: جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس کے برابر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کی کئی آیتیں منسوخ ہیں مثلاً شراب کا حلال ہونا منسوخ ہے اور حرام ہونا ناسخ۔ لیکن اس حقیقت کے برخلاف حافظ عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اللہ پاک کے کلام میں قطعاً نسخ نہیں اور نہ کسی نبی (علیہ الصلوۃ و السلام) کی کوئی شریعت منسوخ نہیں، نسخ کا خیال غلط ہے۔“

=÷=

(**الجسر البلیغ** صفحہ ۱۳۱، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

"اس اثناء میں موصوف نے مجھ سے نسخ کی بابت بھی دریافت فرمایا تو میں نے جواب دیا کہ میں کلام الٰہی میں نسخ کا قائل نہیں، پھر موصوف نے **ماننسخ من ایة** الایۃ (بقرہ) کی بابت بھی دریافت فرمایا جس کا موصوف کو ٹھیک مطلب سمجھایا جو کہ آیات اللسائلین میں نے شائع کر دیا ہوا ہے۔ تو آپ نے تصویب فرمائی اور فرمایا کہ شائع شدہ نسخ پر مجھے بھی اطمینان نہیں کہ اس سے علم الٰہی پر نقص لازم آتا ہے۔"

(**العطر البلیغ** صفحہ ۶۸ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے سورہ کہف کی ابتدائی چند آیتوں کا درس دیا اور قیّمًا کی تفسیر کرتے ہوئے نسخ کا بھی ذِکر کیا کہ کلام الٰہی میں اس کا وقوع محال ہے۔"

(**العطر البلیغ** صفحہ ۸۲... مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

"سب محکم سے مراد غیر منسوخ اور غیر مبدل ہے کہ ہلائے ہل نہیں سکتا۔"

(**العطر البلیغ** صفحہ ۸۴، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

اثری صاحب لکھتے ہیں:

"انہیں ایام میں ایک ہزاروی مولوی صاحب نے نسخ کی بابت دریافت فرمایا کہ آپ اس کے منکر ہیں۔"

(**العطر البلیغ** صفحہ ۱۱۲ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ نہ ماننا نصوص کی مخالفت ہے مگر...

غیر مقلدین کے رسالہ "الاعتصام" میں لکھا ہے:

"حال ہی میں کھوٹہ سے دفتر "الاعتصام" میں ایک استفتاء آیا ہے جس میں حضرت عیسیٰ

=÷=

علیہ السلام کا باپ نہ ہونے کے بارے میں کوئی حدیث طلب کی گئی ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ کی موجودگی میں حدیث کا مطالبہ سراسر بے معنی ہے۔“

(الاعتصام لاہور ۴/ستمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۴)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ نہ ماننے والے کا حکم

الاعتصام میں لکھا:

”باپ ماننے والے کے متعلق حکم شرعی دریافت کیا گیا ہے۔ سو گزارش ہے کہ اس کا حکم ظاہر ہے کہ وہی ہے جو نصوص قرآنی کے نہ ماننے والے کا ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو نزول حقیقی مسیح علیہ السلام کے منکر کا ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو اس شخص کا ہے جس نے قرآن کی تیس آیتوں سے وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔“

(الاعتصام لاہور ۴/ستمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۴)

عنایت اللہ وزیر آبادی گجراتی کا سیدنا عیسی علیہ السلام کا باپ تجویز کرنا

الاعتصام میں لکھا:

”اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں مسیح کا باپ بنانے کا شوق سب سے پہلے جس شخص کو چرایا تھا وہ سر سید احمد خاں علی گڈھی تھے۔ بعد میں محمد علی لاہوری مرزائی، پھر گجرات کے من چلے [عنایت اللہ اثری (ناقل)] نے اس پر ایک رسالہ [عیون زمزم فی میلاد عیسی بن مریم (ناقل)] ہی لکھ مارا تھا۔“

(الاعتصام لاہور ۴/ستمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۴)

تنبیہ: عنایت اللہ اثری کے تارک تقلید اور اہلِ حدیث ہونے پر گواہیاں خود اُن کی اپنی کتابوں: **الجسر البلیغ**، **العطر البلیغ** اور مجموعہ رسائل اثری میں موجود ہیں۔

=÷=

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ (قسط:۸)

"تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت فتووں کی حقیقت"
نامی رسالہ کا مختصر پُر اثر جواب

تنظیم فکر ولی اللہی کے غیر اسلامی اور الحاد ودھریت پہ مشتمل افکار کے پیش نظر دیوبندی مشرب سے تعلق رکھنے والے مدارس نے سن 2000ء اور 2001ء میں جب مذکورہ جماعت کے خلاف فتویٰ صادر کر دیا تو اس کے پانچ چھ سال بعد تنظیم کے تین علماء مفتی عبد المتین نعمانی، مفتی عبد القدیر اور مفتی عبد الغنی قاسمی نے ان فتاویٰ کا جائزہ لیا، اور ایک کتاب اپریل 2006 میں بنام " تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت فتووں کی حقیقت "نامی رسالہ شائع کیا جو کہ 171 صفحات پر مشتمل ہیں۔

اگر یوں کہا جائے کہ اس کتاب کے لکھنے سے تنظیم کے سرکردہ تین علماء کرام نے صرف اپنے کارکنوں کی آنکھوں میں دھول جھونک دئے ہیں تو بے جا نہ ہو گا، کیونکہ اس کتاب میں فتووں کے حوالے سے حقیقت اور تحقیق نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں، بس صرف تنظیم کے سادہ لوح کارکنوں کو کہنے کا موقع مل گیا کہ جی فتووں کی حقیقت اور جواب تنظیم کی طرف سے مستقل کتابی شکل میں دیا گیا ہیں۔

یقین کیجیے: فتووں سے ھٹ کر بھی اگر آپ تنظیم کے دیگر افکار و نظریات پہ بات کرنا شروع کریں تو بھی تنظیم سے وابسطہ حضرات آپ کو اسی کتاب کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اس کا جواب تنظیم کی طرف سے دیا گیا ہے۔

آئیں! مذکورہ کتاب کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

اولاً: مدارس کے فتووں میں مولانا سندھی رحمہ اللہ کی جو محل نظر اور قابل اعتراض عبارات پیش کی گئی ہیں ان کی توجیہ کیلئے کتاب عام طور پر خاموش ہے، زیادہ سے زیادہ یہی کہا گیا ہے کہ یہ ہمارے اوپر الزام ہے ہمارے عقائد و نظریات وہی ہے جو اکابر علماء دیوبند کے ہیں، مزید کوئی وضاحت بیان نہیں کی گئی ہیں کہ مذکورہ عبارات سے مولانا سندھی رحمہ اللہ کی کیا مراد ہے؟ اور تنظیم فکر ولی اللہی سے وابسطہ حضرات کیوں اس سے متنازع بنا رہے ہیں۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ متنازع عبارات ہماری نہیں بلکہ ان کی کتب میں لکھی ہوئی ہیں کیا ان کی کتب سے عبارات پیش کرنا ان کے اوپر الزام کہلاتا ہے؟ آخر فکری حضرات ان عبارات کی کوئی قابل ذکر توجیہ اور جواب

=÷=

پیش کیوں نہیں کرتے کہ یہ عبارات کس کی ہے کس نے ان کتب میں لکھی ہیں اور ان کا اصل مقصد کیا ہے ؟
ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ فکری حضرات از خود متنازع عبارات کی نشاندھی کرتے اور پھر قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا مفصل جائزہ لیتے تو نہ جانبین سے رسائل وکتب لکھی جاتی نہ ہی فتووں کی ضرورت پیش آتی۔
ثانیاً: فتوؤں میں ذکر کردہ افکار ونظریات سے سرسری تردید کے باوجود تنظیم کے افراد سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے مخصوص غیر اسلامی نظریات کی ترغیب ودعوت دے رہے ہیں۔اب اس سے ہم کیا سمجھیں کہ کتاب میں برائے نام تردید پوری جماعت کی تردید ہے یا یہ صرف تنظیم کے سرکردہ تین افراد کی کی جانب سے تردید سمجھی جائے ؟
سرسری تردید کے باوجود متنازع غیر اسلامی نظریات کی دعوت دینے کے بعد ہم کیا سمجھیں کہ کتاب میں برائے نام تردید صدق دل سے ہیں یا پھر لوگوں کو ورغلانے کا ایک خفیہ گیم کھیلا جارہاہے۔
ثالثاً: مدارس کے فتاویٰ جات میں جن کتب ورسائل سے قابل اعتراض عبارات ذکر کئے گئے ہیں وہ کتب ورسائل نہ صرف یہ کہ تنظیم لٹریچر کا حصہ ہیں بلکہ تنظیم کی اصل کی بنیاد مولانا سندھی کے لٹریچر پر ہی ہے۔
تفسیر "المقام المحمود" پر تقاریظ لکھنے والوں میں خود تنظیم کے مرکزی ذمہ داران مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اور مفتی عبدالقدیر شامل ہیں، اگر سندھی صاحب کی شاذ نظریات سے تنظیم والوں کا اتفاق نہیں تو پھر انکی کتاب پر تقریظ لکھنے کا کیا مطلب ؟

اگر یہ حضرات کہتے ہیں کہ ہم مولانا سندھی کی متنازع افکار سے متفق نہیں تو بصد ادب واحترام گزارش ہے کہ مولانا سندھی رحمہ اللہ کی متنازع افکار ونظریات کی نشاندھی کیجئے تاکہ تنظیم کے شرپسند حضرات آئندہ کی کیلئے ایسے نظریات کی دعوت وترغیب نہ دے سکے۔لیکن " تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت فتووں کی حقیقت "نامی کتاب ایسے افکار ونظریات کی نشاندہی کرنے سے خاموش ہے۔بس اسی کی رٹ لگا رہے ہیں کہ یہ ہمارے نظریات نہیں ہیں، ٹھیک ہیں اگر واقعی آپ حضرات کی نظریات نہیں ہیں تو پھر تنظیم کے سرکردہ حضرات ایسی کتب پر تقاریظ کیوں اور کس بنیاد لکھ رہے ہیں جن میں متنازع وغیر اسلامی نظریات موجود ہیں ؟ کیا ایسی کتب شائع کرنا اور اس پر تقاریظ لکھنا کتاب کے نظریات وافکار کے ساتھ متفق ہونے کی دلیل نہیں ہیں ؟
رابعاً: " تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت فتووں کی حقیقت "نامی کتاب میں مؤلفین کتاب کے صفحہ نمبر 25 اور 26 پر لکھتے ہیں کہ:

کسی پر گمراہی ودھریت کا فتویٰ لگانے کیلئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے مگر مدیر " الفاروق "

=÷=

مولانا سلیم اللہ خان اور دیگر حضرات نے کسی خوف خدا کی پروا کیے بغیر "انتہائی گمراہ، دہریت اور فتنہ" جیسے غیر مہذب اور غیر محتاط الفاظ استعمال کیے ہیں۔

سمجھ نہیں آتی کہ آخر تنظیم فکر ولی اللہی کے ہاں احتیاط کس چیز کا نام ہے، انکے خلاف تو فتویٰ صرف جامعہ فاروقیہ والوں نہیں بلکہ دار العلوم کراچی، جامعہ بنوری ٹاؤن، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک اور ام المدارس دار العلوم دیوبند سب نے صادر کر دیا ہیں، کیا یہ تمام کے تمام صف اول کے مدارس غیر محتاط ہیں؟

بلکہ میں تنظیم فکر ولی اللہی والوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ حضرات دوسرا ایسا کوئی متفقہ فتویٰ بتائیں جس میں مذکورہ تمام بڑے مدارس والوں نے احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر فتویٰ دیا ہو؟ تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ صف اول کے مدارس اکثر یونہی اجتماعی طور غلط فتوے صادر کرتے رہتے ہیں۔

خامساً: کتاب کے مؤلفین صفحہ نمبر 25 پر لکھتے ہیں کہ:

> مدیر "الفاروق" مولانا سلیم اللہ خان صاحب بنوری ٹاؤن کے نائب مفتیان اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ان فتاویٰ میں افتاء کے درج ذیل اہم اصول اصولوں کو نظر انداز کر کے افتاء کو بازیچہ اطفال بنا کے رکھدیا۔ ان پر لازم تھا کہ کسی شخصیت یا تنظیم پر فتویٰ لگانے سے قبل حقیقی معلومات وشواہد حاصل کر کے حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحب کے مستند لٹریچر کی روشنی میں فتویٰ دیتے۔

یہ چیز ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آخر خود "تنظیم فکر ولی اللہی کے بابت فتووں کی حقیقت" نامی کتاب کے مؤلفین کی فتویٰ نویسی کے لحاظ سے علمی حیثیت وپوزیشن کیا ہے؟ کہ بڑے بڑے اصحابِ علم کو فتاویٰ اور افتاء کے اہم اصول سمجھانے بیٹھ گئے۔ جن حضرات سے افتاء کے اصول سیکھ چکے ہیں آخر انہی اصحابِ علم کو افتاء کے اصول سکھانا، کیا یہ بد بختی اور علم سے محرومی کی دلیل نہیں ہے؟

رہ گئی انکی یہ بات کہ

> "کسی شخصیت یا تنظیم پر فتویٰ لگانے سے قبل حقیقی معلومات وشواہد حاصل کر کے حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی صاحب کے مستند لٹریچر کی روشنی میں فتویٰ دیتے"

کاش تنظیم فکر ولی اللہی والے مستند لٹریچر کی وضاحت کرتے، کہ کونسے کتب ورسائل انکی مستند لٹریچر

=÷=

کہلائے جاتے ہیں۔

دیکھیے: مذکورہ تنظیم کی نظریات وافکار الہام الرحمٰن، المقام المحمود، افادات وملفوظات اور قرآنی شعور انقلاب وغیرہ کتب میں لکھے ہوئے ہیں۔ مدارس والے یا کوئی بھی قلم اٹھانے والا جب اس تنظیم کی افکار پر بحث کرتے ہیں تو انہی کتب سے پیش کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ حضرات ضدی بچے کی طرح یہی رٹ لگارہے ہیں کہ مستند لٹریچر سے حقیقی معلومات وشواہد پیش کیجئے۔

بھائی: جب تم ان کتب کو شائع کرتے ہو، اسی کتاب کی بنیاد پہ سادہ لوح لوگوں کی نظریات میں انقلابِ مذموم لانا چاہتے ہو، اسکے باوجود یہ تمہاری مستند لٹریچر نہیں تو پھر تمہارے مستند لٹریچر کونسے ہیں تم وضاحت کرنے میں شرماتے کیوں ہو؟

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علماء دیوبند کے تمام ادارے، مدارس اور علماء نہایت معتدل مزاج کے حامل ہیں، افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کی راہ پر چلتے ہیں، کسی پر گمراہی کا فتویٰ لگانا نہ ان کا کوئی شوق ہے اور نہ ہی مشغلہ۔ ان کی از حد کوشش یہ ہوتی ہے کہ اگر کسی نے عقائد کے بارے میں ایسی بات کہہ بھی دی جو گمراہ کن ہو تو اس کی بھی مناسب تاویل ہیں، ان کی غلط بات کا صحیح محل ڈھونڈتے ہیں اور یہ سب کچھ یہ حضرات بناء بر احتیاط کے کرتے ہیں۔ لہذا الٹا ان معتدل مزاج علماء کرام کو مورد الزام ٹھہرانا یہ خالص سینہ زوری ہے نہ کہ دانشمندی۔

یہ بھی یاد رہے کہ: کہ فتویٰ کسی کی ذات، فرد یا شخصیت کے خلاف نہیں ہوتا وہ عقائد، نظریات اور خیالات کے خلاف ہوتا ہے، جو کسی ذات، فرد یا شخصیت کی طرف منسوب ہوں۔ مولانا سعید احمد رائے پوری اور ان کے متعلقین کے بارے میں انکے جو عقائد، نظریات اور خیالات انکے زیر اہتمام وزیر نگرانی شائع ہونے والی کتب ورسائل میں شائع ہوئے ہیں ان سے وہ نہ تو رجوع کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی کتب ورسائل اور جرائد سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں، تو فتوے تو ان کتب ورسائل میں شائع کردہ عقائد و نظریات کی بنیاد پر دئے گئے تھے، وہ موجود ہیں، اور ان کی نسبت بھی اپنی طرف کرتے ہیں، تو فتوؤں کی بھی وہی حیثیت ہوگی، وہ بحالہ بدستور موجود رہیں گے۔ انکو چاہیے پہلے متنازع عقائد وافکار سے رجوع کریں اور پھر ان رسائل وجرائد سے لاتعلقی کا اعلان کریں تاکہ اصولی طور ان کی بابت ماننے کے لائق بن سکے۔

نوٹ: " تنظیم فکر ولی اللہی کی بابت فتووں کی حقیقت " کے جواب پر تفصیلی گفتگو

=÷=

مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری صاحب (سابق: مرکزی کنونیر جمعیت طلبہ اسلام پاکستان نے اپنی کتاب "تنظیم فکرولی اللہی اور اس کی قیادت حقائق کے آئینہ میں" کی ہے۔

مذکورہ کتاب ڈیرہ اسماعیل خان، مکتبہ دیوبند سے چھپ چکی ہے۔ تفصیل کیلئے وہاں مراجعت فرمائیں۔

(جاری)

=÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷==÷
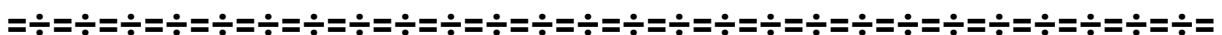
مفتی رب نواز حفظہ اللہ (بسلسلہ مدعیانِ اہلِ حدیث اقوال الرجال کے پیروکار)

غیر مقلدین کا قیاسی دین

(قسط:۱)

سب سے پہلے قیاس کا مطلب جان لیں۔ مولانا محمد گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قیاس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا شریعت میں کوئی حکم نہیں اس کو کسی منصوص علیہ کے ساتھ ملا کر اس کا حکم معلوم کیا جائے۔''

(الاصلاح صفحہ ۴۱۰، ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ، طبع دوم جنوری ۲۰۱۱ء)

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قیاس کہتے ہیں ایک حکم کو جو منصوص ہو اس کی علت کے ذریعہ دوسری جگہ ثابت کرنا مثلاً شراب کی حکم [حکم نہیں، نھی و ممانعت (ناقل)] کی علت نشہ ہے۔ اور یہ علت بھنگ میں بھی موجود ہے تو بھنگ بھی حرام ہوئی۔''

(فتاویٰ روپڑی: ۱/ ۸، ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

قیاس کا مطلب جان لینے کے بعد اَب غیر مقلدین کا قیاس کے بارے میں نظریہ پڑھ لیا جائے کہ اُن کے ہاں قیاس اور قیاسی مسائل کی کیا حیثیت ہے۔ بطور نمونہ اُن کی چند عبارات نقل کی جاتی ہیں۔ مگر یاد رہے کہ میں صرف ناقل ہوں، ان باتوں سے نہ میرا اتفاق ہے اور نہ ہی اس وقت ان کا جواب دینا مقصود ہے۔ البتہ قارئین کی سہولت کے لئے میں ان عبارات پہ عنوان قائم کر دوں گا ان شاء اللہ۔

قیاس کی حجیت کا انکار

حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فقہاء کے نزدیک کل دلیلیں چار ہیں۔ کتاب و سنت، اجماع اور قیاس اور اہلِ حدیث کے نزدیک قیاس میں کلام ہے''

(فتاویٰ اہلِ حدیث: ۱/ ۶۶۴، ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

=÷=

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حدیث کے صریح الفاظ حجت ہیں، قیاس کسی کا حجت نہیں۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۲/ ۳۱، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

امرتسری صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”بہت سے اہلِ حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ بعض قیاس کے بھی نہیں جیسے... امام شوکانی، نواب صدیق حسن خانؒ۔“

(اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۱/ جون ۱۹۱۵ء)

اس عبارت کا عکس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب ”تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۶۱“ پہ دیکھ سکتے ہیں۔

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قیاس حجت نہیں بلکہ حجت حدیث شریف ہے۔“

(تنقید سدید صفحہ ۹۸)

راشدی صاحب لکھتے ہیں:

”قیاس تو حجت شرعیہ نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔“

(تنقید سدید صفحہ ۲۰۵)

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اگر ائمہ کی محض رائے اور قیاس حجت یا واجب الاتباع ہوتی تو اس امت کے رسول بھی اتنے ہوتے جتنے مذاہب ہیں۔“

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۷۱، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”فقہ دراصل دین کی سمجھ ہے جو کسبی چیز نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے عطاء ہوتی ہے اور وہی قرآن و حدیث ہی ہے۔ اقوال الرجال تو علماء کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہیں۔ لہذا اُن کے فتاویٰ فقہ نہیں بلکہ آراء اور قیاسات ہیں۔“

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۸۳، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

=÷=
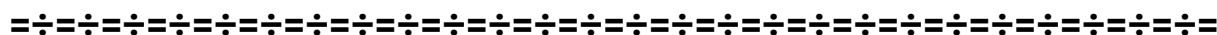
جب بغیر وحی کے رسول اللہ کی بات حجت نہیں تو کسی کا قیاس کیوں حجت ہو سکتا ہے؟

مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سنئے جناب! بزرگوں کی مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے، قیاس، اجتہاد واستنباط اور ان کے اقوال تو کہاں؟ شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں۔"

(طریق محمدی صفحہ ۵۷)

"قیاسی مسائل" شرعی مسائل نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قیاس دلیل شرعی نہیں ہے۔"

(مقالاتِ راشدیہ: ۲/ ۲۹۳)

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"شرعی مسائل عقل وقیاس سے نہیں بلکہ صریح اور واضح نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔"

(اصحاب الحدیث: ۱/ ۱۷۴، مکتبہ اسلامیہ)

صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھا ہے:

"عقیقہ کے لیے وہ شرطیں نہیں ہیں جو قربانی کے لیے ہیں اور شرط لگانے والے کے پاس قیاس ہی قیاس ہے کوئی شرعی دلیل نہیں۔"

(صحیفہ اہل حدیث دہلی: ربیع الاول ۱۳۵۸ھ صفحہ ۲۱)

اہلِ حدیث قیاس پہ نہیں چلتے

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ براہ راست کتاب و سنت کی اتباع کی جائے۔ عقائد واحکام اصول وفروع کسی جگہ بھی رائے وقیاس سے کام نہ لیا جائے۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۶، بیت الحکمت لاہور)

=÷=

مولانا محمد یحی گوندلوی غیر مقلد اپنی تائید میں نقل کرتے ہیں:

”اہلِ حدیث وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے پیچھے قدم قدم چلتے ہیں... قیاس کی تقلید نہیں کرتے۔“

(افتتاحیہ تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۱، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

گوندلوی صاحب آگے لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث کا مطمع نظر قیاس نہیں بلکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“

(افتتاحیہ تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۵، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث رائے و قیاس کی بجائے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ کرامؓ کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بناتے تھے۔“

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۷۷، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

قیاس کا سہارا لینے والے حدیث میں کسمپرسی کا شکار ہیں

مولانا محمد یحی گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یہ لوگ حدیث کے معاملہ میں کسمپرسی کا شکار ہیں کہ ان کے پاس اپنی فقہ کی تائید میں احادیث نبویہ کی نہایت کمی ہے جس بناء پر ان کو قیاس کا سہارا لینا پڑا۔“

(افتتاحیہ تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۴، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

صحابہ کی طرف قیاس کی عدم حجیت کی نسبت

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

”صحابہ کرام شرع کی دلیل دو ہی باتوں کو سمجھتے تھے (۱) قرآن (۲) حدیث۔ اور اجماع و قیاس ان کے نزدیک کوئی شرعی دلیل نہ تھا کیوں کہ قیاس ہر ایک کا متفاوت و مختلف ہوتا ہے اور اجماع کی معرفت دشوار ہے تیسیر الباری ۱۲ منہ“

(نصرۃ الباری کتاب البیوع صفحہ ۱۵۰، بحوالہ صحیفہ اہلِ حدیث ۸۴ھ ۱۶ جمادی الثانی و یکم رجب)

=÷=

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”صحابہ کرام اور تابعین **عظام** قیاس کو شرعی دلیل نہیں بناتے تھے۔“

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۱۴، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

گوندلوی صاحب نے صحابہ کرام کے متعلق لکھا:

”انہوں نے قیاس کی سخت مذمت کی۔“

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۸۱)

گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

”اگر آثارِ صحابہ کو قیاس اور تقلید کے رد میں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔“

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۹۴، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

قیاس چوتھی صدی کی پیداوار ہے

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

”امام ابن حزم کے الفاظ میں قیاس پر عمل اور تقلید چوتھی قرن کی پیداوار ہیں اور پھر قیاس اور تقلید دونوں لازم ملزوم ہیں یعنی جب قیاس آیا تو تقلید بھی ساتھ آئی۔“

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۱۵۷، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

اجماع و قیاس ماننا گمراہی ہے

جناب سعید احمد یوسف زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔:

”دینی امور معاملات و مسائل میں رہنمائی صرف کتاب و سنت ہی سے حاصل کرنی چاہیے لیکن اگر انہیں چھوڑ کر یا ان کے ساتھ دوسری تیسری اور چوتھی شے کی طرف رجوع کیا جائے گا تو اس میں سوائے گمراہی کے کچھ نہیں مل سکے گا“

(صحیفہ اہلِ حدیث یکم ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ)

=÷=

عبادات میں قیاس جائز نہیں

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عبادات توفیقی ہیں (یعنی اللہ یا اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہیں) اس میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی، نہ ان پر کسی اور چیز کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔“

(شرح ریاض الصالحین: ۱/۱۸۱ طبع دار السلام)

صلاح الدین صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”عبادات و قربات کے لئے نص کا ہونا ضروری ہے، اس میں رائے اور قیاس نہیں چل سکتا۔“

(تفسیری حواشی صفحہ ۱۴۹۸)

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عبادات میں قیاس وغیرہ بھی نہیں چلتا بلکہ قطعی نصوص سے اس کا ثبوت مطلوب ہوتا ہے۔“

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۱/۱۶۷، مکتبہ اسلامیہ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”خطبہ عید کو جمعہ کے خطبوں پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں کیوں کہ عبادات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔“

(اصحاب الحدیث: ۱/۱۷۲، مکتبہ اسلامیہ)

حافظ عمران ایوب لاہوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عبادات میں قیاس کو دخل نہیں۔“

(پانچ اہم مسائل صفحہ ۷۲)

مولانا امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عبادت میں قیاس کو روا رکھنا درست نہیں ہے۔“

(**حقیقة التقلید و اقسام المقلدین** صفحہ ۷۰، مکتبہ محمدیہ پشاور طبع ۲۰۰۸ء)

پشاوری صاحب لکھتے ہیں:

=÷=

''قیاس عبادات میں حجت نہیں بن سکتا ہے، کیوں کہ عبادات کی مبنیٰ توقیف پر ہے۔''

(حقیقة التقلید و اقسام المقلدین صفحہ ۱۰۰، مکتبہ محمدیہ پشاور طبع ۲۰۰۸ء)

خیر القرون میں قیاس رائج نہ تھا

مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خیر القرون کے زمانے میں قیاس رائج نہ تھا۔''

(مقالاتِ راشدیہ: ۱۵۸/۳)

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد ''خیر القرون'' کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس دَور کے اخیر میں چند لوگ ایسے پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے اسلام کے اہم ترین مسئلوں میں قیاس اور رائے سے کام لینا شروع کر دیا۔''

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۹۴، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

چوں کہ فقہی کتب میں قیاسی مسائل ہیں اس لئے قابل مذمت ہیں

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مسلمانو! اللہ عبرت حاصل کرو... کیا ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ عالم گیری، کنز، قدوری، در مختار اور رد المحتار کے مجموعے خدا کی طرف سے ہیں۔ کیا ان میں رائے قیاس نہیں۔''

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۶۰، ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

قیاس خطاء اور صواب کا مجموعہ ہوتا ہے

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رائے اور قیاس خطاو صواب کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کا کوئی پابند نہیں۔''

(تنقید سدید صفحہ ۹۷)

قیاس بدعت، بُری چیز اور اسلام کے گرنے کا باعث

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

=÷=

”اس فرمان سے واضح ہوا کہ قیاس نئی بدعت ہے۔ پہلے نہیں تھا۔ نیز قیاس بُری چیز ہے اور اسلام کے گرنے کا باعث ہے۔“

(تنقید سدید صفحہ ۹۹)

سلف صالحین قیاس نہیں کرتے تھے

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ان سب اقوال سے ظاہر ہوا کہ شریعت میں قیاس ورائے کی گنجائش نہیں ہے اور سلف صالحین بلا رائے و قیاس صرف قرآن وحدیث پر فیصلہ کرتے اور ان سے مسائل نکالتے تھے۔“

(تنقید سدید صفحہ ۱۰۳)

قیاس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کسی حدیث میں قیاس کا نام نہیں، البتہ ایک روایت میں قیاس کی مذمت آئی ہے۔“

(تنقید سدید صفحہ ۱۱۹)

قیاس کی مذمت ہی مذمت

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ناظرین! اس روایت سے چند امور ظاہر ہوئے۔ اول: یہ کہ سلف میں رائے کا رواج نہ تھا۔ دوم: یہ نئی محدث چیز ہے۔ سوم: رائے و قیاس علم نہیں۔ چہارم: رائے گمراہی کا باعث ہے۔ پنجم: رائے و قیاس پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ ششم: کیوں کہ اس طرح لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔“

(تنقید سدید صفحہ ۱۲۲)

قیاس کو ماننا قرآن وحدیث کو ناقص سمجھنا ہے

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”یہ سوال ہی غلط ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث میں معاذ اللہ نہیں ہے، اس لیے قیاس کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ (قرآن وحدیث کو ناقص سمجھنا) مسلمانوں کا مذہب نہیں ہے۔“

=÷=

(تنقید سدید صفحہ ۱۲۳)

قوسین کے الفاظ بھی "تنقید سدید" کتاب ہی کے ہیں۔

جب رسول اللہ کو قیاس کی اجازت نہیں تو کسی اور کو کیا حق ہے

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اختیار نہیں تو دوسروں کو اپنی رائے یا قیاس استعمال کرنے کا کیا حق ہے۔"

(تنقید سدید صفحہ ۱۳۲)

قیاس متکاسلین / سست لوگوں کا وظیفہ ہے

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سچ ہے کہ قیاس میکا سلین کا وظیفہ ہے جو کہ نصوص کی تلاش کی زحمت گوارا کرنے کی بجائے قیاس کرنے پر قناعت کرتے ہیں ورنہ مسائل سب منصوصہ ہیں۔ ایضاً اہلِ حدیث کا یہ اصول ہے کہ مسائل اصول سے لئے جائیں۔ قیاس کوئی اصل نہیں۔"

(تنقید سدید صفحہ ۱۴۴)

قیاس کرنے والے وارثانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"شریعت وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، نہ کہ امتیوں کے قیاسات و آراء، اسی طرح علماء ربانیین علوم شرعیہ کے وارث ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ صرف قرآن و حدیث ہے اور یہی دو چیزیں آپ نے چھوڑی ہیں... قیاس نہ آپ نے کیا، نہ آپ کا ورثہ ہے، نہ ہی قیاس کرنے والا آپ کا وارث کہلا سکتا ہے۔"

(تنقید سدید صفحہ ۱۸۱)

احادیث میں قیاس کی تردید کا دعویٰ!

کسی نے کہا کہ داؤد ظاہری نے سب سے پہلے قیاس کا انکار کیا۔ اس کے جواب میں شیخ بدیع الدین راشدی

=÷=

غیر مقلد نے لکھا:

”یہ نسبت غلط ہے۔ اس سے پہلے بھی منکر ہوئے جیسا کہ اوپر ہم نے صحابہؓ اور تابعینؒ وغیر ہم سے ذِکر کیا بلکہ احادیث سے بھی قیاس کی تردید ثابت کی۔“

(تنقید سدید صفحہ ۲۸۶)

مولانا امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”جو لوگ آراء اور قیاسات کی پیروی کرتے ہیں وہ اس حدیث کی رو سے گمراہ ہیں۔“

(**حقیقۃ التقلید و اقسام المقلدین** صفحہ ۱۴۰، مکتبہ محمدیہ پشاور... طبع ۲۰۰۸ء)

قیاس پر عمل خطرے سے خالی نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قیاس ورائے قابل اعتماد نہیں اور ظاہر ہے کہ جو خطا کا محتمل ہو اس پر عمل کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔“

(تنقید سدید صفحہ ۳۷۹)

محدثین کے نزدیک قیاس دلیل نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اس مسئلہ میں ایسے اقوال پیش کرنا قیاس ہے، نہ کہ استدلال ہے اور محدثین کے نزدیک قیاس شرعی دلیل نہیں ہے۔“

(مقالاتِ راشدیہ: ۲/۳۱۹)

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”دوسرے حضرات قیاس کی بے ضرورت وادی میں غوطہ کھاتے رہے اور محدثین نے سنن نبویہ کی غواصی سے فائدہ اُٹھایا اور ضرورت لاحقہ کو نص سے وابستہ کرکے بتادیا اور قیاس کے ضروری نہ ہونے کا اعلان کر دیا۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۸۰، بیت الحکمت لاہور)

=÷=

سب مسائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں لہذا قیاس کی ضرورت نہیں

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قائلین قیاس اسی مسئلہ میں قیاس کرتے ہیں جو کہ منصوص نہ ہو اگرچہ یہ خود غلط بات ہے کیوں کہ سب مسائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں ﴿**تبیانا لکل شیء**﴾ (النحل:۸۹)” جو ہر چیز کی صاف وضاحت کرنے والی ہے۔“

(مقالاتِ راشدیہ:۳۱۹/۲)

راشدی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”علاوہ ازیں اہلِ قیاس سے پوچھتے ہیں کہ تم قیاس کس صورت میں کرتے ہو اگر کہیں اس صورت میں کہ جب قرآن وحدیث میں کوئی دلیل اس کے متعلق مذکور نہ ہو تو پھر یہ بات باطل اور لغو کہی جائے گی کیوں کہ سورہ مائدہ والی آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چھوٹی بڑی چیز کو ہمارے لئے واضح کر دیا ہے: ﴿**و کل صغیر و کبیر مستطر**﴾ (القمر:۵۳)”اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔“ ﴿**ما فرطنا فی الکتاب من شیء**﴾ (الانعام:۳۸) ”ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔“ ﴿**تبیانا لکل شیء**﴾ (النحل:۸۹)”ہر شے کا شافی بیان ہے۔“ پیر صاحب کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ کوئی ایسا مسئلہ پیش کرے جو قرآن مجید میں نہ ہو: **فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا**! پھر بتائیں قیاس کی کیا ضرورت ہے۔“

(مقالاتِ راشدیہ:۲۸۶/۲)

راشدی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”قائلین قیاس اسی مسئلہ میں قیاس کرتے ہیں جو کہ منصوص نہ ہو اگرچہ یہ خود غلط بات ہے کیوں کہ سب مسائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں **تبیانا لکل شیء:۸۹**“

(مقالاتِ راشدیہ:۷۵/۵)

قیاس کارِ ابلیس ہے

مولانا داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

=÷=

”رائے اور قیاس کی فقاہت محض ابلیسی طریق کار ہے“

(شرح بخاری ۳۲/۵)

سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا

مولانا ابو الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قیاس نہ کیا کرو! کیوں کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا۔“

(**الظفر المبین** صفحہ ۲۰)

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام جعفر صادق کا مقولہ ہے چنانچہ کتاب ”تلبیس ابلیس“ میں ان سے منقول ہے کہ ﴿**اول من قاس ابلیس**﴾ (**دراسات اللبیب**: ۳۳) ”سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔“ رب کو معلوم اب تک اس کی پیروی نے کتنے گل کھلائے ہیں۔“

(مقالاتِ راشدیہ: ۲۸۷/۲)

اسی طرح کی بات ”مقالاتِ راشدیہ: ۳۱۹/۲“ میں ہے۔

”اب تک اس کی پیروی نے کتنے گل کھلائے ہیں“ اس کا کچھ اندازہ ہماری اسی کتاب سے ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

اجتہاد و قیاس شیطانی وسوسے ہیں

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”پس اے امت مسلمہ کتاب و سنت کے صریح احکام پر عمل کرنے پر اکتفاء کرو۔ اس کے اندر ڈوب کر ست نکالنے کی فکر میں مت پڑو۔ اجتہاد و قیاس کی ضرورت نہیں، غلط فہمی میں مت پڑو۔ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور ان ہی وساوس پر عمل کرنے کے یہ نتائج ہیں کہ امت مسلمہ متفرق فرقوں میں بٹ کر تباہ و برباد ہو رہی ہے۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۸۲، بیت الحکمت لاہور)

=÷=

قیاس کو اصول دین میں سے ماننا قابل افسوس ہے

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مزید افسوس اُن پر یہ ہے کہ اجتہاد و قیاس و رائے کو دین کے اصول سمجھتے ہیں۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۵۵، بیت الحکمت لاہور)

قیاس گندگی ہے

مولانا امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے فقہ حنفی کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

”اس نہر کے ساتھ آراء، قیاس اور فضول فرضی مسائل کی گندگی بھی مل گئی ہیں جس کی وجہ سے یہ پانی گندہ ہو چکا ہے۔“

(حقیقۃ التقلید و اقسام المقلدین صفحہ ۲۷ مکتبہ محمد یہ پشاور... طبع ۲۰۰۸ء)

قیاس بدعت ہے جس سے دین کے نامکمل ہونے کا تاثر ملتا ہے

مولانا امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مستقل طور پر قیاس کا دین میں با قاعدہ اہتمام کے ساتھ استعمال بدعت ہے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ دین نامکمل ہے... یہ گمان مضر و مہلک ایمان ہے۔“

(حقیقۃ التقلید و اقسام المقلدین صفحہ ۱۰۱، مکتبہ محمد یہ پشاور... طبع ۲۰۰۸ء)

قیاسی مسائل اَز خود گھڑے جاتے ہیں

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”رائے و قیاس وغیرہ تو خود گھڑے، بنائے اور اجتہاد کیے جاتے ہیں۔“

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۶۲)

قیاسی مسائل اہلِ حدیث کا مذہب نہیں

مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کہتے ہیں:

”مذاہب اربعہ ان مجموعہ مسائل کا نام ہے جو کتاب اللہ و حدیث رسول و اجماع و قیاس

=÷=

سے ماخوذ ہیں، ان مذاہب کی حقیقت معلوم ہونے سے فوراً سمجھ میں آجاتا ہے کہ ان میں سے جو حصہ حدیث سے ماخوذ ہے وہ جیسا کہ مذہب حنفی یا شافعی کہلاتا ہے، ویسا ہی وہ مذہب اہلِ حدیث بھی کہلا سکتا ہے۔ اور مذہب اہلِ حدیث میں اور ان مذاہب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، نہ نسبت تضاد جو قسیموں میں ہوتی ہے۔ لہٰذا جو حصہ ان مذاہب کا حدیث سے ماخوذ ہے وہ مذہب حنفی شافعی بھی کہلائے گا اور مذہب اہلِ حدیث بھی، اور جو حصہ مذاہب کا قیاس سے ماخوذ ہے وہ مذہب حنفی و شافعی کہلائے گا، اس پر مذہب اہلِ حدیث کا لقب صادق نہیں آئے گا۔"

(تاریخ اہلِ حدیث: ۱/۲۰۳ ڈاکٹر بہاؤالدین)

فائدہ:

غیر مقلدین کے فرقہ "جماعۃ المسلمین" کے ہاں بھی قیاس حجت نہیں ہے۔ چنانچہ اُن کی کتاب میں لکھا ہے:

"جماعت المسلمین، الحمد للہ تقلید سے بالکل مبرّا ہے، ہم وہی کام کرتے ہیں جو سنت سے ثابت ہیں، ہمارے ہاں قیاس و رائے سے مسئلے نہیں بنتے لہذا ان شاء اللہ تقلید کا گذر نہیں ہو سکتا۔"

(جماعت المسلمین اپنی دعوت اور تحریک کے آئینہ میں صفحہ ۵۴۰، مرتبہ مسعود احمد امام جماعت المسلمین)

مسعود احمد لکھتے ہیں:

"کسی شخص کا اجتہاد و قیاس نہ منزل من اللہ ہے اور نہ وہ اصل دین ہے۔"

(جماعت المسلمین اور اہلِ حدیث صفحہ ۴)

منکرین حدیث کے نزدیک بھی قیاس حجت نہیں جیسا کہ اُن کی کتاب "مقام حدیث" میں یوں درج ہے:

"دین کے متعلق ایک چیز سے متعلق تو یقیناً آپ متفق ہوں گے یعنی یہ کہ دین وہی ہو سکتا ہے جو یقینی ہو اور قیاسی نہ ہو۔"

(مقام حدیث صفحہ ۴ بحوالہ منکرین حدیث کے چار اعتراضات کا جواب صفحہ ۳۵، تالیف مولانا عبد الرحمن کیلانی غیر مقلد)

اتنا کچھ جان لینے کے بعد اَب تصویر کے دوسرے رُخ کی طرف متوجہ ہوں اور غیر مقلدین کے قیاسی

=÷=

مسائل پڑھنا شروع کریں۔ ابتداء کرتے ہیں مسائل طہارت سے، وباللہ التوفیق۔

[......مسائل طہارت......]

قرآن وحدیث کے خلاف ناخن پالش کو مہندی پر قیاس

کسی نے سوال نے کیا:

”کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کرکے نماز پڑھ سکتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ناخن پالش لگا کر وضو کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔“

حافظ عبد اللہ روپڑی غیر مقلد نے اس کا یوں جواب دیا:

”ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے، مہندی کا رنگ بھی دو تین دفعہ لگانے سے گاڑھا ہو جاتا ہے جو بالاتفاق جائز ہے، ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لینا چاہیے۔“

(فتاویٰ اہل حدیث: ۱/ ۳۵۱، ادارہ احیاء السنۃ سرگودھا)

مولانا انوار خورشید دام ظلہ (دیوبندی) نے روپڑی صاحب کے اس فتویٰ کو حدیث کے خلاف قرار دیا۔

(حدیث اور اہل حدیث صفحہ ۲۰۴، جمعیت اہل السنۃ لاہور)

غیر مقلدین جب اس کا جواب لکھنے لگے تو دفاع کی بجائے کھلے لفظوں تسلیم کرلیا کہ روپڑی صاحب نے قرآن وحدیث کے خلاف قیاس لڑایا ہے۔

چنانچہ مولانا عبید اللہ عفیف غیر مقلد نے روپڑی صاحب کے اس فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”حضرت مفتی علیہ الرحمہ نے ناخن پالش کو مہندی کے گاڑھے رنگ پر قیاس کرتے ہوئے نیل پالش والے ناخنوں پر وضو کو جائز قرار دیا ہے، گویا نیل پالش گاڑھے رنگ والی مہندی کے حکم میں ہے (**صغری**) اور مہندی کے سخت گاڑھے رنگ کے باوجود وضو بالاتفاق جائز ہے۔ (**کبری**) لہذا ناخنوں پر نیل پالش کی موجودگی میں وضو جائز ہے (**حد اوسط**) مگر ان کا یہ قیاس درست معلوم نہیں ہوتا، ان کا یہ فرمانا کہ دو تین دفعہ مہندی لگانے سے اس کا رنگ گاڑھا ہو جاتا ہے، بالکل درست ہے مگر اس کے باوجود ناخنوں پر اس کی ایسی تہہ نہیں بنتی جو ناخنوں تک پانی کو پہنچنے ہی نہیں دیتی، یعنی ناخنوں پر پانی بہانے کے باوجود وہ خشک اور ان دھلے

=÷=

ہی رہتے ہیں جب کہ قرآن و حدیث کی نصوص کے مطابق وضو کے اعضاء مکمل اور پوری طرح دھونا فرض ہے ، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے : ﴿**یایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین**﴾ اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کے لیے اُٹھو تو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو۔" صحیح بخاری میں حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے ،وہ فرماتے ہیں : ﴿**فلما جاء المزدلفۃ تنزل فتوضا فاسبغ الوضوء ....**﴾ (باب اسباغ الوضوء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو آپ نے سواری سے اتر کر خوب اچھی طرح وضو کیا پھر جماعت کھڑی کی گئی۔ **قال الحافظ: الاسباغ فی اللغۃ الاتمام و منہ درع سابغ۔ (فتح الباری بشرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۹۳۲)**۔ سیدنا ابو ہریرۃ فرماتے ہیں لوگو! **اسبغوا الوضوء فان ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم قال** ﴿**وویل للاعقاب من النار**﴾ **(باب غسل الاعقاب)** اچھی طرح وضو کرو کیوں کہ سیدنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خشک ایڑیوں کے لیے عذاب ہے۔" **وکان ابن سرین یغسل موضع خاتم اذا توضا، (فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۴)** امام محمد بن سیرین (تابعی) وضو کرتے وقت انگوٹھی آگے پیچھے کر کے انگلی دھویا کرتے تھے۔" اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ وضو کا کوئی عضو خشک نہ رہ جائے ورنہ وہی عضو قیامت کے دن عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا۔ چوں کہ ہاتھ کی انگلیاں اور ان کے ناخن میں **اعضاء** وضو داخل ہیں لہٰذا ان تک پانی پہنچانا ضروری (فرض) ہے اور ناخن پالش مجسم ہونے کی وجہ سے پانی کو ناخنوں تک پہنچنے سے مانع ہے۔ لہٰذا جب تک ناخن پالش اتار کر اور کرید کر وضو نہیں کیا جائے گا، وضو صحیح نہیں ہو گا۔ جب وضو صحیح نہیں ہو گا تو نماز بھی نہیں ہو گی۔ اس کے لئے مزید تائیدی فتاوی بھی پیش خدمت ہیں۔"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/ ۲۷۴... تالیف مولانا داود ارشد غیر مقلد، مکتبہ اہلِ حدیث)

فائدہ: منطق جاننے والے غور فرمائیں اس فتویٰ میں جس بات کو "حد اوسط" کہا گیا وہ حد اوسط ہے یا نتیجہ ؟

=÷=
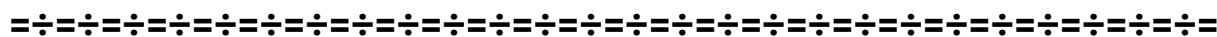
مولانا عبید اللہ خان عفیف نے اس کے بعد (۱) صاحب فقہ السنہ سید محمد سابق (۲) الشیخ محمد بن صالح عثیمین (۳) الشیخ عبد العزیز بن باز (۴) الشیخ ابو البرکات احمد البنارسی کے فتوے نقل کئے، پھر آخر میں لکھا:

"خلاصہ بحث یہ ہے کہ ناخنوں پر پالش کی موجودگی میں وضو نہیں ہوتا۔ کیوں کہ ناخن پالش جوہر یعنی جسم دار ہے۔ اس کے لگانے سے ناخنوں پر ایک تہہ جم جاتی ہے جس کی وجہ سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا اور ناخن پالش کو مہندی کے رنگ پر قیاس کرنا ہرگز درست نہیں کیوں کہ مہندی کا رنگ عرض یعنی غیر مجسم ہے، لہذا مجسم کو غیر مجسم پر قیاس کرنا غلط ہے۔"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/۲۷۷، تالیف مولانا داود ارشد غیر مقلد، مکتبہ اہلِ حدیث)

مولانا عبد السلام (جامعۃ الدعوۃ الاسلامیۃ) اس فتوی کی تائید میں لکھتے ہیں:

"یہی بات صحیح ہے کہ ناخنوں پر پالش کی موجودگی میں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے وضو نہیں ہوتا کیوں کہ یہ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم کے خلاف ہے۔"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/۲۷۷)

اس فتوے کی تصدیق یوں درج ہے:

"صح الجواب، مبشر احمد ربانی۔ الجواب صحیح محمد یحیٰ گوندلوی۔"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/۲۷۴)

مولانا داود ارشد غیر مقلد مذکورہ فتوی کی بابت لکھتے ہیں:

"مولانا عبید اللہ عفیف حفظہ اللہ تعالیٰ کا یہ فتویٰ تنظیم اہلِ حدیث اور پھر الاعتصام میں چھپ گیا تھا۔ راقم نے فون پر رابطہ کر کے بعض شیوخ اہلِ حدیث سے اس کی توثیق طلب کی تو جن سے رابطہ ہوا اُن سب نے اس کی تائید کی۔ حسب ذیل نام قابل ذِکر ہیں: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، ۱۷ دسمبر ۰۵ھ۔ مفتی جماعت مولانا عبد الستار حماد حفظہ اللہ تعالیٰ ۱۷ دسمبر ۰۵ھ۔ شارح سنن ابن ماجہ مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ تعالیٰ۔ ۶ اپریل ۰۶ھ"

(حدیث اور اہلِ تقلید: ۱/۲۷۷)

تنبیہ: اس عبارت میں سن کے تذکروں میں "ھ" لکھا ہوا ہے، اسے ناقل یا کاتب کی غلطی خیال نہ کریں۔

حاصل یہ کہ ان سب نے تصدیق کر دی کہ روپڑی صاحب کا یہ قیاسی فتوی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

=÷=

خواجہ محمد قاسم غیر مقلد نے بھی روپڑی صاحب کے اس فتوی کو حدیث کے خلاف قیاس کا نتیجہ قرار دیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”وضو میں ذرا سی بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ میں اس مسئلہ میں مصنف [مولانا انوار خورشید دیوبندی (ناقل)] کی تائید کرتا ہوں۔ نیل پالش لگی ہو تو وضو ہو جانے کے جواز میں حضرت العلام حافظ محمد عبد اللہ روپڑی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتوی سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ یہ عام اہلِ حدیث کا مسلک نہیں ہے اور یہ نادرست بھی اس لئے ہے کہ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے... حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام لیا ہے۔“

(حدیث اور غیر اہلِ حدیث صفحہ ۴۵)

پانی میں پیشاب بہانے کو پیشاب کرنے پر قیاس

غیر مقلدین کے ”حجۃ الاسلام“ مولانا محمد گوندلوی نے ”قیاس کی مثال“ عنوان قائم کر کے لکھا:

”اس کی مثال یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔ اب یہ چیز کہ کھڑے پانی میں پیشاب کی ممانعت حدیث میں ذکر ہونے کی بناء پر اصل اور مقیس علیہ ہے اور اس کا کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی حرمت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پیشاب نجس اور پلید ہے ایسا نہ ہو کہ پانی بھی پلید ہو جائے، پس نجاست علّت ہے اور پیشاب کر کے پانی بہانے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے۔ مگر علت یعنی نجاست اس صورت میں موجود ہے لہذا یہ بھی حرام ہونا چاہئے، پیشاب کر کے پانی میں گرانا فرع اور مقیس ہے۔“

(الاصلاح صفحہ ۴۱۱)

کتے اور سور کو مردار پر قیاس

غیر مقلدین کے ”امام“ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

”اہل حدیث نے سور اور کتے کو بھی مردار پر قیاس کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث عام ہے پس ان کی کھال بھی دباغت (رنگنے) سے پاک ہو جاتی ہے۔“

(تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۳۷۷)

=÷

بے ہوشی کو نیند پر قیاس

عبد الرؤف سندھو غیر مقلد بے ہوشی وغیرہ کے ناقضِ وضو کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”علامہ شوکانی نے ان اشیاء (بے ہوشی وغیرہ) کو نیند پر ہی قیاس کیا ہے۔“

(**القول المقبول صفحہ ۲۰۰** طبع چہارم)

یعنی جس طرح نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی بے ہوشی بھی وضو کو توڑ دیتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ نیند کا ناقض وضو ہونا حدیث سے ثابت ہے اور بے ہوشی کا ناقض وضو ہونا بقول شوکانی قیاس سے ہے۔ شوکانی کے متعلق مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”فخر المتاخرین امام محمد بن علی شوکانی جن کا علم و کمال و امامت و استقامت اہلِ حدیثان زمانہ حال میں بالاتفاق مسلّم ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ: ۸/۱۴ بحوالہ مظالم روپڑی صفحہ ۱۲ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

پیشاب کے مریض کو مستحاضہ پر قیاس

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد ”کتاب و سنت کی روشنی میں میری راہنمائی کریں“ کہہ کر مسئلہ پوچھنے والے معذور کی راہنمائی قیاس سے کرتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

”جس شخص کو بار بار پیشاب آنے یا ریح خارج ہونے کا مستقل عارضہ لاحق ہو اس کے متعلق محدثین کا یہ موقف ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے...... اس موقف کی بنیاد حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ شکایت کی کہ مجھے کثرت سے خون آتا ہے اور کسی وقت اس کی بندش نہیں ہوتی ایسے حالات میں کیا مجھے نماز چھوڑ دینے کی اجازت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ خون حیض کا نہیں جس کی وجہ سے نماز ترک کر دی جائے بلکہ یہ ایک بیماری کی وجہ سے رگ خون بہ پڑتی ہے مخصوص ایام میں تو نماز ترک کی جا سکتی ہے، اگر خون بدستور جاری رہے تو غسل کر کے نماز ادا کرنا ہوگی، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا ہوگا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر تجھے ہر نماز کے لئے وضو کرنا ہوگا۔“ (صحیح بخاری، الوضو ۲۲۸) استحاضہ کے

=÷=

خون کا حکم بے وضو ہونے کی طرح ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے گی لیکن وہ اس وضو سے صرف ایک فریضہ ادا کر سکتی ہے۔[فتح الباری: ج۱، ص۴۰۹] اس پر قیاس کرتے ہوئے جس مریض کو بار بار پیشاب آنے یا ریح خارج ہونے کی شکایت ہے اسے چاہیے کہ وہ ہر نماز لئے تازہ وضو کرے۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۱/ ۷۲)

یہی فتوی اصحاب الحدیث: ۲/ ۹۰ پر بھی موجود ہے۔ اس فتوی کا حاصل یہ ہے کہ بار بار پیشاب کے قطرات آنے والے مریض اور بار بار ہوا خارج ہونے والے مریض کو مستحاضہ (جسے حیض کے علاوہ بیماری کی وجہ سے خون آتا ہو) پر قیاس کیا گیا ہے، وضو کے لئے جو حکم مستحاضہ کا ہے وہی اُن مریضوں کا ہے۔

اس طرح کا مسئلہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے لفظ قیاس کی صراحت کے بغیر تحریر کیا، وہ سیدہ فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے اور حدث والوں کا بھی حکم نکلا جیسے کسی کو پیشاب کی بیماری ہو جاوے یا ریاح کی وہ بھی نماز ترک نہ کرے بلکہ ہر نماز کے لیے وضو کرلے۔ اور جب تک وقت باقی رہے ایک ہی وضو سے فرض اور نفل ادا کرے، گو حدث ہو تا رہے۔"

(رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجۃ: ۱/ ۳۱۹)

جرابوں کے مسح کو موزوں پر قیاس

اکثر غیر مقلدین کے نزدیک دورانِ وضو پاؤں دھونے کی بجائے جرابوں پر مسح کرنا درست ہے مگر انہیں کے بعض علماء اسے غلط قیاس کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

مولانا ابو البرکات احمد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جرابوں پر مسح کرنے کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے علماء نے جرابوں پر مسح کرنے کو موزوں پر مسح کے ساتھ قیاس کیا ہے۔"

(فتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۱۸)

مولانا عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

=÷=

”باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاساً جراب پر جائز ہونا چاہیے کیوں کہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے...... اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی تو اس علت کی بناء پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ممکن ہے کہ ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔“

(فتاویٰ نذیریہ: ۱/۳۳۳)

اس فتویٰ پر غیر مقلدین کے ”شیخ الکل فی الکل“ میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی دستخط کیے ہیں۔

مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد، جرابوں پر مسح کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ مسئلہ نہ قرآن سے ثابت ہوا نہ حدیث مرفوع سے، نہ اجماع، نہ قیاسِ صحیح سے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/ ۴۴۲، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور)

غسل عید کو غسل جمعہ پر قیاس

مولانا فاروق رفیع غیر مقلد لکھتے ہیں:

”غسل جمعہ پر قیاس: چوں کہ اہلِ اسلام کا اجتماع اور عید ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے غسل جمعہ واجب ہے۔ سو عیدین میں بھی یہ اسباب موجود ہیں۔ لہذا جمعہ عیدین کے غسل کا کرنا بھی بہتر عمل ہے۔“

(عیدین کے مسائل صفحہ ۳۷، ناشر: ترجمان الحدیث پبلی کیشنز)

حافظ عبد الستار حماد غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ عیدین کے روز غسل استحباب پر کوئی صریح مرفوع روایت نہیں ہے... حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ”اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک عید کا غسل، غسل جمعہ پر قیاس کی وجہ سے مستحب اور پسندیدہ ہے۔“

(اصحاب الحدیث: ۱/۴۱۳)

ڈاکٹر شفیق الرحمن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین کے دن غسل کے بارے میں

=÷=

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے، اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل، غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔“

(نمازِ نبوی صفحہ ۶۵ طبع دار السلام)

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں:

”امام نووی فرماتے ہیں: اس مسئلہ (غسل عیدین، ناقل) میں اعتماد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر پر ہے، نیز جمعہ کے غسل پر قیاس اس کی بنیاد ہے۔“ (نمازِ نبوی صفحہ ۶۵ طبع دار السلام)

بھنگ کو شراب پر قیاس

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”قیاس کہتے ہیں ایک حکم کو جو منصوص ہو اس کی علت کے ذریعہ دوسری جگہ ثابت کرنا مثلاً شراب کی حکم [حکم نہیں، نھی وممانعت (ناقل)] کی علت نشہ ہے۔ اور یہ علت بھنگ میں بھی موجود ہے تو بھنگ بھی حرام ہوئی۔“

(فتاویٰ روپڑی: ۱/۸، ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

پاخانہ کو پیشاب پر قیاس

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد قیاس کی شرطیں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ا۔ قیاس کسی آیت و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ ۱۲۔ اس کی علت بہت واضح ہو۔ مثلاً حدیث میں کھڑے پانی میں پیشاب سے نہیں [نہی (ناقل)] آئی ہے اور علت اس کی نجاست ہے تو اس علت کی وجہ سے پاخانہ بطریق اولیٰ منع ہوا پس جہاں یہ دو باتیں ہوں وہاں بے کھٹکہ قیاس صحیح ہے کسی اور جگہ ہو یا نہ ہو۔“

(فتاویٰ روپڑی: ۱/۸، ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

کوا کے جھوٹے کو بلی پر قیاس

مولانا عبد اللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہاں اس کے جوٹھے کو بلی پر قیاس کرنے کی گنجائش ہے۔“

=÷

(فتاویٰ روپڑی: ۱/۷۲۳، ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

عام حلال جانوروں کے پیشاب کو اونٹوں کے پیشاب پر قیاس

غیر مقلدین کی طرف سے شائع کردہ کتاب "فقہ السنہ" میں لکھا:

"دیگر ماکول اللحم حیوانات کو ان پر قیاس کیا جائے گا۔"

(فقہ السنہ: ۱/۴۷)

فقہ السنہ کے مصنف سید سابق کے متعلق لکھا ہے:

"کسی ایک فقہی مسلک کی تقلید نہیں کی۔"

(مؤلف کے مختصر حالات زندگی مندرج فقہ السنہ: ۱/۳۶)

کتے کے باقی اجزاء کو اُس کے لعاب پر قیاس

حافظ عمران ایوب لاہوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہؒ کا کہنا ہے کہ کتے کا لعاب نص کی وجہ سے نجس ہے اور اس کے بقیہ اجزء قیاس کی وجہ سے۔"

(فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام صفحہ ۴۲)

لاہوری صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"(ابن تیمیہؒ) کتے کا لعاب نص کی وجہ سے نجس ہے اور اس کے بقیہ تمام اجزاء قیاس کی وجہ سے نجس ہیں البتہ اس کے بال پاک ہیں... (شوکانیؒ) حدیث کی وجہ سے صرف کتے کا لعاب نجس ہے۔ علاوہ اَزیں اس کی بقیہ مکمل ذات (یعنی گوشت، ہڈیاں، خون، بال اور پسینہ وغیرہ) پاک ہے کیوں کہ اصل طہارت ہے اور اس کی نجاست کے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں۔ (راجح) شوکانیؒ کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔"

(فقہ الحدیث: ۱/۱۴۷ طبع فقہ الحدیث پبلی کیشنز)

تنبیہ: غیر مقلدین کے ہاں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تارک تقلید ہیں۔ اس لئے اُن کے قیاسی مسئلہ کو "غیر مقلدین کے قیاسی مسائل" کے تحت لانے پر انہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

=÷=

بھڑ، مکڑی اور بچھو وغیرہ کو مکھی پر قیاس

حافظ عمران ایوب لاہوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اہلِ علم نے مکھی کے علاوہ ہر اُس جانور کو بھی مکھی پر قیاس کیا ہے جس کا خون بہنے والا نہیں اور کہا ہے کہ شہد کی مکھی، مکڑی اور بچھو وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے، یعنی ان میں سے کوئی بھی جانور پانی میں گر کر مر جائے تو پانی پاک ہی رہتا ہے۔“

(فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام صفحہ ۴۶)

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری غیر مقلد نے قیاس کا لفظ لکھے بغیر اس قیاسی مسئلہ کو یوں درج کیا:

”والحدیث دلیل علی ان الذباب لو ماتت فی مائع لاینجسه واستنبط من هذا حکم کل مالیس له دم مسفوح، کالنحلة والعنکبوت والزنبور واشباه ذلك۔“

(اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام صفحه ۱۵، ناشر دار السلام ریاض)

ترجمہ: اور حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ مکھی اگر کسی بہنے والی چیز میں مر جائے تو وہ اسے نجس نہیں کرتا اور اسی سے استنباط کیا گیا ہر اُس چیز کا حکم جس میں بہنے والا خون نہ ہو، جیسے شہد کی مکھی، مکڑی، بھڑ اور اس جیسی دوسری چیزیں۔

دیگر حلال جانوروں کے لعاب کو اونٹ کے لعاب پر قیاس

حافظ عمران ایوب لاہوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ کا لعاب دہن پاک ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے اہل علم نے تمام ماکول اللحم [حلال جانوروں (ناقل)] کا لعاب پاک قرار دیا ہے۔“

(فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام صفحہ ۵۳)

پاخانہ کو پیشاب پر قیاس

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

”ظاہریت وجود میں آئی جس کے بانی داود ظاہریؒ اور جس کو غذا و جلا بخشنے والے علامہ ابن حزمؒ ہوئے... قیاس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رہی حالاں کہ کسی بھی تحریک کے قائم

=÷

مقام اور دائم رہنے کے لئے قانون میں ایسی شق کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے آئے دن پیش آمدہ مسائل کی گرہ کشائی کی جاسکے، اسلام نے اسی فطری ضرورت کے پیشِ نظر اپنے قانون میں قیاس کی گنجائش رکھی... ظاہریت کی ظاہر پسندی ملاحظہ کیجئے، ان کے یہاں رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے، اس لیے کہ اللہ کے رسول نے اسے منع فرمایا ہے لیکن رکے ہوئے پانی میں پائخانہ کرنا درست ہے کیوں کہ اس سلسلے میں اللہ کے رسول سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی ہے... گروہ محدثین اور اہلِ حدیث نے رُکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرنے والی روایت پر پائخانہ کو قیاس کرکے دونوں سے منع فرمایا کیوں کہ مقیس اور مقیس علیہ میں علت مشترک ہے بلکہ مقیس علیہ یعنی رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرنے کی علت (گندگی) سے مقیس یعنی رکے ہوئے پانی میں پائخانہ نہ کرنے کی علت (گندگی) قوی تر ہے۔"

(تحریک اہلِ حدیث کا پس منظر صفحہ ۱۱،۱۰)

الاعتصام میں قیاس مع الفارق کے بل بوتے فتویٰ

کسی غیر مقلد نے حرام چربی والے صابن کے استعمال کے جواز پر فتویٰ دیا تھا۔ مولوی گلزار احمد (تلمیذ مولانا عبد اللہ دیرووالوی لائل پور) نے تبصرہ کرتے ہوئے اسے قیاس مع الفارق قرار دیا:

"حرام چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر استعمال کرنا اور تبدیلی حالت کا حیلہ ڈھونڈنا یہود نامسعود کی روشن قبیح کی اتباع ہے۔ رہا غلاظت کو جلا کر راکھ بنانے سے تبدیلی حالت پر قیاس، تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ مزج اور احراق میں فرق ہے۔ احراق (جلانے) سے حقیقت بالکل بدل جاتی ہے، بخلاف مزج کے کہ اس میں انتقال حقائق نہیں ہوتا۔"

(الاعتصام لاہور ۲۵/ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

=÷

حافظ محمد عدیل عمران صاحب

فتنہ انکار حدیث

تمام اہل اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین اور اتباع تابعین نے پوری محنت اور مشقت خالص دینی جذبہ اور ولولہ، کامل خلوص اور للّٰہیت سے آنحضرت ﷺ کی احادیث کو اپنے سینوں میں اور سفینوں میں محفوظ رکھاہے اور بے حد جرات اور بہادری سے انہوں نے یہ امانت عظمی امت مرحومہ تک پہنچائی ہے۔اور متعدد علمائے حق نے حدیث کے حجت ہونے اور نہ ہونے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔اور اس باطل اور گمراہ کن نظریہ کی کہ "حدیث حجت" نہیں ہے۔اچھی خاصی تردید کی ہے۔اور معقول ومبنی بر انصاف دلائل کے ساتھ حق اور اہل حق کی طرف سے مدافعت کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں باطل کے مقابلہ میں حق تعالی نے کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کیے ہیں جن کی علمی و عملی، اخلاقی و روحانی زندگی حق پسند لوگوں کے لیے مشعل راہ اور مخالفین کے باطل خیالات کے لیے سد سکندری بنتی رہی ہے۔جن کے قلموں اور زبانوں نے تلواروں اور نیزوں کی طرح باطل پرستوں کے پیش کردہ دلائل کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔اور قبائے باطل کے ایسے بخیے ادھیڑے ہیں کہ تمام رفوگر مل کر بھی ان کو جوڑنے سے رہے۔سچ ہے **لکل فرعون موسی**، علامہ اقبال کی زبانی

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک گر باطل بھی تو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

مذہبی لحاظ سے سطح ارضی پر اگرچہ بے شمار فتنے رونما ہو چکے ہیں۔اب بھی موجود ہیں اور تا قیامت باقی رہیں گے۔لیکن "فتنہ انکار حدیث" اپنی نوعیت کا واحد فتنہ ہے۔باقی فتنوں سے تو شجرہ اسلام کے برگ وبار کو ہی نقصان پہنچتا ہے، لیکن اس فتنہ سے شجرہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور اسلام کا کوئی بدیہی سے بدیہی مسئلہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اس عظیم فتنہ کے دست برد سے عقائد واعمال، اخلاق و معاملات، معیشت ومعاشرت اور دنیا و آخرت کا کوئی اہم مسئلہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔ حتی کہ اگر قرآن کریم کی تفسیر اور تشریح بھی کچھ کی کچھ ہو کر رہ گئی ہے۔اور

=÷=

اس فتنہ نے اسلام کی بساط کہن الٹ کرر کھ دی ہے، جس سے اسلام کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔
سچ ہے~

ستم کشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگر چہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

نزول وحی کے زمانہ سے لے کر تقریباً پہلی صدی تک صحیح احادیث کو بغیر کسی تفصیل کے متفقہ طور پر حجت سمجھا جاتا تھا اور حسب مراتب عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات وغیرھا میں قرآن کریم کے بعد احادیث صحیحہ سے بلا چوں وچرا استدلال واحتجاج درست سمجھا جاتا اور احادیث کو دینی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا۔ حتی کہ بعض فتنہ گر اور خواہش زدہ فرقے ظاہر ہوئے جن میں پیش پیش معتزلہ تھے جن کا پیشواء اول واصل بن عطاء المتولد ۸۰ھ تھا۔ جن کے نزدیک دلائل وبراہین کی مد میں ایک سب سے بڑا معیار ومقیاس عقل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے راحت قبر وعذاب قبر، حشر و نشر کے بعض حقائق، رویت باری تعالی، شفاعت، صراط ومیزان اور جنت ودوزخ وغیرہ وغیرہ کے بہت سے حقائق ثابتہ اور کیفیات کو اپنی عقل نارسا کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنی خام عقل کی ترازو سے تولنا چاہا اور راہ راست سے بھٹک کر ورطہ ضلالت میں اوندھے منہ گر پڑے اور اس سلسلہ میں داروشدہ تمام احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دے کر یوں گلو خلاصی کی ناکام اور بے جا سعی کی۔ اور جن کا آسانی سے انکار نہ کر سکے ان کی نہایت ہی لچر اور رکیک تاویلات شروع کر دیں تا آنکہ بعض قرآنی حقائق اور نصوص قطعیہ بھی ان کی دور از کار اور لاطائل تاویلات سے محفوظ نہ رہ سکے جو بزبان حال ان کی اس تحریف کی وجہ سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

بد قسمتی سے آج ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو خود کو مسلمان کہلاتا ہے اور بایں ہمہ احادیث کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتا اور ان سے گلو خلاصی کے لیے طرح طرح کے بہانے تراشتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ احادیث ظنی ہیں کبھی کہتا ہے کہ وہ قرآن کریم سے متصادم ہیں کبھی کہتا ہے کہ وہ عقل کے خلاف ہیں کبھی کہتا ہے کہ احادیث دوسری تیسری صدی کی پیداوار ہیں کبھی کہتا ہے کہ یہ عجمیوں کی سازش ہے اور کبھی جعلی اور موضوع احادیث کو چن چن کر بلا وجہ درمیان میں لا کر ان کی وجہ سے صحیح احادیث پر برستا ہے کبھی ان کے معانی میں کیڑے نکالتا ہے ۔الغرض مشہور ہے کہ خوئے بدرا بہانہ ہائے بسیار۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بجا فرمایا کہ ہر زندیق اور منافق کا اس علم کو باطل کرنے کے لیے جو اللہ تعالی نے اپنے رسول کو دے کر بھیجا ہے یہ عمدہ ہتھیار ہے کہ وہ کبھی کہتا ہے

=÷=

کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے ایسا فرمایا ہے؟ اور کبھی کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ اور جب ان کے قول اور اس کے معنی کے علم ہی کی پیغمبر سے نفی ہو گئی اور علم ان کی طرف سے حاصل نہ ہوا تو اس کے بعد احادیث (حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام) کے معارضہ سے مامون ہر کر زندیق اور منافق جو چاہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے۔ کیونکہ اسلام کی سرحدیں ان دو تیروں سے محفوظ تھیں۔ (ایک الفاظ حدیث اور دوسرا ان کے معانی) اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ اور یہی طریقہ نفس نبوت میں عین طعن ہے اگرچہ زبانی کلامی زندیق اور منافق حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی تعظیم و کمال کا اقرار بھی کرتا ہے۔

(محصلہ نقض المنطق ص ۷۵)

اور بد قسمتی سے آج منکرین حدیث ایک دو تین ہی نہیں بلکہ حدیث کے مجموعہ ذخیرہ سے صراحۃ انکار بلکہ استہزاء کرتے ہیں اور نہ تو خود ان کو اس پر کوئی ندامت ہوتی ہے اور نہ ان کے دوست و احباب ہی ان سے تعلق منقطع کرتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ سنت سے ثابت شدہ کسی چیز کے ساتھ (گو اس کا فقہی طور پر درجہ استحباب ہی کیوں نہ ہو) استہزاء و تمسخر کرنا موجب کفر ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے مونچھیں صاف کرائیں اور کسی نے استہزاء کیا تو کافر ہو جائے گا۔ حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مونچھوں کا کاٹنا اور صاف کرنا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہے سو اس کو برا سمجھنا باتفاق علماء کفر ہے۔ (شرح الفقہ الاکبر) اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین اور دین کی کسی چیز اور حدیث کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کرنے سے بچائے۔ آمین ثم آمین

نوٹ:

اس تحریر کے لیے امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ کی دو کتب ''انکار حدیث کے نتائج اور شوق حدیث'' سے استفادہ کیا گیا ہے۔

=÷

محترم عادل زمان فاروقی متعلّم دورۂ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ناموسِ رسالت کی حفاظت مسلمانوں کی اولین ذمہ داری

اللہ رب العزت نے انسانیت کی ہدایت کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے اور اختتام امام الانبیاء وجہ تخلیق کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر فرمایا۔ اس قدسی جماعت کا احترام لازم قرار دیا گیا، خصوصاً سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا کسی بھی قسم کی توہین قابل برداشت نہیں۔ باطل ناموس رسالت پر دریدہ دہن ناعاقبت اندیش لوگوں کے ذریعے تابڑ توڑ حملے کرنے کی ناکام کوششیں کر رہا ہے، حضرت محمد ﷺ کی ناموس کو مجروح کرنے کے لیے ہمہ وقت مصروف عمل ہے۔ اس مقصد کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا گیا اس سے نبوت کا دعوی کروایا گیا۔ ہر محاذ، ہر پلیٹ فارم کو استعمال کیا سوشل میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو، پرنٹ میڈیا ہو، غرض طرح طرح کے شیطانی حربے اختیار کئے گئے۔ لیکن جب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کی سو سالہ طویل ترین جدوجہد فتح مبین سے ہم کنار ہوئی تو اسی روز سے قادیانی اور ان کی پشت پناہی کرنے والے اس مقدس قانون کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جو بھی گستاخی کرتا ہے اس کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان دین اسلام سے بیزار ہیں، نبی ﷺ کی تابعداری سے کوسوں دور ہیں لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے کہ مسلمان نبی ﷺ کی ناموس کے لیے میدان عمل میں نہیں آئیں گے مسلمان گناہگار تو ہو سکتا ہے لیکن نبی ﷺ کا غدار نہیں ہو سکتا محمد ﷺ کی ناموس کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کی گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔

اے مسلمانوں میرا درد دل سمجھو امت مسلمہ کی کامرانی آقا مدنی ﷺ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنے میں ہے نبی ﷺ سے بے وفائی نہ کرو اٹھو نبی ﷺ کی ناموس کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مقصد بناؤ کل قیامت کے دن آقا ﷺ اپنے پیارے ہاتھوں سے جام کوثر پلائیں گے۔

ناموس رسالت کا تحفظ تمام مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنا تن، من، مال اور اولاد کی قربانی دینے سے دریغ نہ کریں ہر پلیٹ فارم کو چاہے سوشل میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ

=÷=

میڈیا، ناموس رسالت کا تحفظ اپنے لیے حرزِ جاں بنائیں۔

جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر میدان میں اپنا سب کچھ نبی ﷺ کی ناموس پر قربان کر دیا اور شاتم رسول کو عبرت کا نشان بنا کر واصل جہنم کیا، سب کچھ برداشت کیا لیکن نبی ﷺ کی ناموس پر آنچ آنے نہیں دیا کیونکہ ناموس رسالت کا تحفظ عشق رسالت کا دوسرا نام ہے جو کہ ہر مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔ اس لئے ناموس رسالت کا تحفظ اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے میں ہی امت مسلمہ کی زندگی مضمر ہے۔

اگر نبی ﷺ کی ناموس محفوظ نہیں تو دین اسلام محفوظ نہیں۔ مسلمان اگر نبی ﷺ کے ناموس کا تحفظ نہ کرسکے تو انہیں جینے کا کوئی حق نہیں۔ جھوٹے نعروں سے کام نہیں ہو گا، سچا عاشق رسول ﷺ وہ ہے جو اپنے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہے ہر محاذ پر ناموس رسالت ﷺ کے لئے پہرہ دے اور جو بھی ناموس رسالت پر حملہ آور ہونے کی ناپاک کوشش کرے یا تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرے تو اس کا قلع قمع کرے اسی میں امت مسلمہ کی بقاء ہے اسی میں عروج ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں ناموس رسالت کا تحفظ ہر محاذ پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

=÷=

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

غیر مقلدین کے دین کا محور چند اختلافی مسائل

نواب صدیق حسن خان کی گواہی

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے مدعیان اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

ترجمہ: ”رہے یہ جاہل تو ان کا حدیث کے ساتھ بڑے سے بڑا سلوک فقط یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں معاملات کے متعلق مسائل جو کہ روز مرہ پیش آتے ہیں ان سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔“

(**الحطۃ** صفحہ ۵۳ بحوالہ حدیث اور اہلِ حدیث صفحہ ۱۰۰)

علامہ وحید الزمان کی گواہیاں

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان لکھتے ہیں:

”مجھ کو یہ گمان تھا کہ بنگلور میں اہلِ حدیث کی جماعت پابند سنت ہو گی مگر خود غلط بود انچہ ماپنداشتیم یہاں آکر دیکھا تو بعضے اہلِ حدیث نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر تو اختیار کر لیا ہے لیکن دوسرے تمام ضروریات اسلام اور اخلاق اور اوامر نبوی کو پس پشت ڈال دیا، غیبت، جھوٹ وعدہ خلافی سے مطلق باک نہیں۔ امامت کے لیے عالموں کو چھوڑ کر ایک ناقابل بے بصیرت شخص کو امام بنا رکھا ہے جس کو صرف ایک خطبہ یاد ہے اُسی کو رٹتا رہتا ہے کیا یہ عمل سنت کے موافق ہے۔“

(لغات الحدیث: ۲/ ۱۱۲، س)

وحید الزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”بعضے عوام اہلِ حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہلِ حدیث ہونے کے لیے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افترا سے باک نہیں کرتے۔“

=÷=

(لغات الحدیث:۲/۹۱ش)

مولانا عبد الاحد خان پوری کی گواہی

مولانا عبد الاحد خان پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ان جہال کاذب اہلِ حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کارد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابو حنیفہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر، بد اعتقادی اور الحاد اور زندقہ ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بچیں بھی نہیں ہوتے۔“

(کتاب التوحید والسنۃ فی رداھل الحاد والبدعۃ صفحہ ۲۶۲)

مولانا مسعود عالم ندوی کی گواہی

مولانا مسعود عالم ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان ہی جیسے بعض علماء اہلِ حدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ اہلِ حدیث کا عام رجحان فروعی مسئلوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ موجودہ جماعت اہلِ حدیث آمین ورفع یدین اور اس قسم کے دوچار فروعی مسئلوں پر قانع ہو کر رہ گئی ہے بلکہ اس کی حیثیت جماعت سے زیادہ ”فرقہ“ کی ہوگئی ہے، اہلِ حدیث سے تحزب اور گروہ بندی کو بُو آتی ہے۔“

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۲۹ مطبوعہ مکتبہ ملیہ اردو بازار راولپنڈی بحوالہ تجلیاتِ صفدر:۵/۵۳۲)

شیخ بدیع الدین راشدی کی گواہی

شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد ”ہماری اہلِ حدیثیت مسجد میں ٹوپی کی طرح ہے“عنوان کے تحت کہتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ ہماری اہلِ حدیثیت مسجد میں محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کئی مسجدوں میں ٹوپیاں رکھی ہوتی ہیں... مسجد میں آئے ٹوپی پہن کر نماز پڑھ لی، نماز سے فارغ ہوئے تو اُتار کر ٹوپی رکھ لی۔ اہلِ حدیثو! تمہارا مذہب اب ٹوپی بن گیا ہے۔ مسجد میں

آئے تو اونچی آمین (کہہ) دی، رفع الیدین کر لیا۔ سارے مسائل پر عمل کیا۔ مسجد سے باہر نکلے تو کوئی پابندی نہیں۔"

(اصلاح اہلِ حدیث صفحہ ۱۳ ناشر جمعیت اہلِ حدیث سندھ)

مولانا محمد اسحاق بھٹی کی گواہی

محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد رفع یدین اور آمین بالجہر کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں:

"ہماری آج کل کی اہلِ حدیثیت اسی قسم کے چار پانچ مسائل تک محدود ہے"

(بزمِ ارجمنداں صفحہ ۴۹، مکتبہ قدوسیہ)

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"یہاں ہم اہلِ حدیث حضرات سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آمین، رفع یدین وغیرہ مسائل میں تو اُن کا قلم خوب جولانیاں دکھاتا ہے لیکن اپنے اکابر علمائے کرام کے حالات اور تذکرے کے سلسلے میں بالکل ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔"

(حرف چند" احناف کی تاریخی کی غلطیاں"صفحہ ۱۰، تالیف احسن اللہ ڈیانوی اور تنزیل صدیقی ...امام شمس الحق ڈیانوی اکیڈمی کراچی، طبع اول جنوری ر ۱۹۹۹ء)

مولانا محمد حنیف ندوی کی گواہی

مولانا محمد حنیف ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بہت بحث و مناظرہ کی وجہ سے مسائل کی ان چند گنی چنی دیواروں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں جن کو گروہی عصبیت اور تنگ نظری نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آج اہلِ حدیث کے معنیٰ ایسے گروہ کے نہیں کہ جن کی نظر اسلام کے پورے حکیمانہ نظام پر ہو، جن کے عمل سے اسلام کی تمام اخلاقی، اجتماعی اور روحانی قدروں کا خصوصیت سے اظہار ہوتا ہو اور جو روز مرہ کی زندگی میں ہر ہر قدم پر کتاب و سنت کی تصریحات کے متلاشی ہوں۔ آج اہلِ حدیث کے معنیٰ اس کے برعکس ایک ایسے شخص یا جماعت کے ہیں جن کی دلچسپیوں کا محور عموماً صرف چند مسائل، چند بحثیں اور چند فرسودہ مناظرانہ کاوشیں ہیں۔"

=÷=

(سوانح مولانا داود غزنوی صفحہ ۴۳)

شیخ حمید اللہ اعوان کی گواہی

مذکورہ بات ندوی صاحب نے مولانا داود غزنوی صاحب کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھی ہے۔ حمید اللہ اعوان غیر مقلد (قلعہ میاں سنگھ) نے اسی عبارت کو برضا و رغبت نقل کیا اس کے آخر میں درج ذیل جملہ بھی تحریر کر دیا:

"جماعت اہلِ حدیث کے مزاج [چند مسائل پر اکتفا کر لینے (ناقل)] کی موجودہ کیفیت سے بھی مولانا سید رحمہ اللہ کافی پریشان تھے۔"

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۵)

مولانا عبد الرشید مجاہد آبادی کی گواہی

مولانا عبد الرشید مجاہد آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہم نے صرف رفع یدین کو مسئلہ بنایا ہوا ہے اگرچہ ہمیں خود کرنا نہ آتا ہو۔"

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۱)

ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی کی گواہی

ڈاکٹر محمد عثمان مبشر سلفی (جامع مسجد مینار والی اہل حدیث شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ) لکھتے ہیں:

"جامعہ عزیزیہ ساہیوال کے قاری محمد بلال عزیزی صاحب ایک دن نہایت غم سے فرمانے لگے کہ عثمان بھائی! آپ کو پتہ ہے؟ ہمارے اہلِ حدیثوں میں اب تلاوت قرآن بھی ختم ہو گئی ہے۔ ہمارے اسلاف علماء کا دیوبندی علماء سے بہت زیادہ محبت والا رشتہ ہوا کرتا تھا... اہلِ حدیث مدارس میں دیوبندی حضرات تجوید و قراءت پڑھایا کرتے تھے۔ اب کہاں گئیں وہ رفاقتیں...؟ کہاں گئیں وہ **الفتیں**...؟ اب تو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اختلافی مسائل کی حد تک مقید کر دیا گیا ہے۔"

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۳۰)

=÷=

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری کی گواہیاں

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری غیر مقلد کہتے ہیں:

”اللہ کی صرف مسجد میں چلے گی۔ آمین، رفع الیدین کرنے تک۔ اللہ کی مسجد میں چلتی ہے۔ باہر اللہ کی نہیں چلتی۔“

(خطبات بہاول پوری: ۱/ ۲۵۳)

پروفیسر صاحب ہی کہتے ہیں:

”فرق ہے تو صرف دو چار چیزوں کا کہ وہ آمین، رفع الیدین نہیں کرتے، اہلِ حدیث رفع الیدین کر لیتے ہیں۔ یہ مزاروں پہ نہیں جاتے وہ دوسرے مزاروں پہ چلے جاتے ہیں۔“

(خطبات بہاول پوری: ۱/ ۲۷۱)

پروفیسر صاحب کی اعترافی عبارتیں پڑھتے جائیں:

”میرے بھائیو! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن ہم نے اسلام کو چکھا تک نہیں۔“

(خطبات بہاول پوری: ۲/ ۱۳۳)

”آج ہمارے پاس مصیبت یہ ہے کہ ہم نام کے اہلِ حدیث ہیں یا رفع الیدین یا آمین کے اہلِ حدیث ہیں۔ اس سے آگے بات بالکل ختم“

(خطبات بہاول پوری: ۳/ ۷۳)

”نماز میں تو ہم پہچان لیتے ہیں کہ یہ اہلِ حدیث ہے لیکن دکان پر بیٹھے کبھی اہلِ حدیث نظر نہیں آتا، بیاہ شادی میں کبھی اہلِ حدیث نظر نہیں آتا، معاملات کاروبار میں کبھی اہلِ حدیث نظر نہیں آتا... اب ہم اہلِ حدیثوں کو نہیں دیکھتے۔ بوڑھا ہے، مرنے کے قریب ہے، اپنی آخرت کو برباد کرنے میں یہ تدبیریں کرتا ہے۔ یہ زندگی میں ہی زمین اپنے لڑکوں کے نام کرتا ہے تاکہ لڑکیاں محروم رہ جائیں، یہ اہلِ حدیث ہے!“

(خطبات بہاول پوری: ۳/ ۷۶)

=÷=

”اب ہمارا کیا حال ہے؟ اب ہم آمین، رفع الیدین مسجد کی حد تک، رسمی حد تک ہم مسلمان ہیں۔ باقی ہماری معیشت، ہماری معاشرت، ہماری سیاست سب کافرانہ ہے۔“

(خطبات بہاول پوری:۳/ ۹۲)

”ہمیں اسلام کا کوئی پتہ نہیں۔ جب ہم نے اسلام کی درگت بنادی کہ اسلام کا کوئی پتہ نہیں...“

(خطبات بہاول پوری:۳/ ۲۹۰)

”اہلِ حدیث ان کا کیا حال ہے؟ آمین اور رفع الیدین... اس کے علاوہ کچھ پتہ نہیں۔“

(خطبات بہاول پوری:۳/ ۳۰۷)

”آپ نے دریاؤں کو دیکھا ہے۔ دریا جو کاٹ کرتا ہیں۔ دریا آتا ہے۔ زمین کے پورے ٹکڑے کو گرا کر، اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اسی طرح سے دنیا میں لہریں اُٹھتی ہیں، واقعات پیدا ہوتے ہیں اور ان میں جو گندہ عنصر ہوتا ہے وہ نکھرتا، وہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ ہم اہلِ حدیث نہیں ہیں۔ مسلمان نہیں۔ دل ہمارا کافر تھا، کفر چھپا ہوتا تھا۔ اللہ ان کو ننگا کر دیتا ہے۔ یہ دیکھ لو کل حساب ہوگا۔ یہ کہیں یا تم کہو کہ یا اللہ! میں تو آمین، رفع الیدین کیا کرتا تھا خدا عین ننگا کر کے دیکھادے گا کہ اگر تو اہلِ حدیث ہوتا تو پھر یہ ہوتا؟“

(خطبات بہاول پوری:۳/ ۴۳۷، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

”اہلِ حدیث کو [شیطان] دانہ کیا ڈالتا ہے رفع الیدین کر لیا کر باقی سب باتیں ٹھیک ہیں باقی اپنا کام کر جیسا تیرا دل چاہتا ہے۔ چنانچہ آمین اور رفع الیدین کرنے والا اہلِ حدیث لیکن دنیا دار ایسا پکا کہ شاید انگریز بھی اتنا دنیا دار نہ ہو۔ ہوگا اہلِ حدیث“

(خطبات بہاول پوری:۴/ ۷۹)

”صرف رفع الیدین ہی یاد رکھی ہے آج کل اہلِ حدیث کی نشانی کیا ہے؟ رفع الیدین ... اور بس... قصہ ختم... آمین کہہ دی، رفع الیدین کر لیا۔ بس اہلِ حدیث اور باقی تالے توڑ جو مرضی کرتے رہے۔ سب ٹھیک چلتا رہتا ہے۔ پرواہ ہی کچھ نہیں۔“

(خطبات بہاول پوری:۴/ ۱۶۵)

=÷=

"ہم مسجد کی حد تک تو اہلِ حدیث ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ زندگی کے دوسرے معاملات میں یعنی سیاست میں ہمارا کیا حال ہے ؟ الحاد ہو، کچھ بھی ہو، بالکل ٹھیک ہے، چلتے رہو۔"

(خطبات بہاول پوری:۴/۲۳۸)

"اہلِ حدیث کا اسلام کیا ہے ؟آمین، رفع الیدین، تین چار باتیں، باقی سب ختم ... چھٹی..."

(خطبات بہاول پوری:۴/۲۴۳)

"ہم نے اسلام کو بالکل ہلکا سا، سطحی سا سمجھ کر قبول کیا ہے اور اس کا تعلق صرف مسجد سے ہے۔"(خطبات بہاول پوری:۴/۲۴۵)

"اہلِ حدیث آمین، رفع الیدین کے سوا جانتے کچھ بھی نہیں"

(خطبات بہاول پوری:۴/۳۲۵)

"اہلِ حدیث صرف مسجد میں اہلِ حدیث ہے"

(خطبات بہاول پوری:۴/۴۸۰)

حافظ صلاح الدین یوسف کی گواہی

حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد نے پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری کے بارے میں لکھا:

"وہ دیکھ دیکھ کر خون کے آنسو روتے تھے کہ اہلِ حدیث کی اہلحدیثیت اب صرف مساجد کی چار دیواری کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہے۔"

(خطبات بہاول پوری:۱/۱۵)

ابوالمیزان کی گواہی

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد کی کتاب "انوار البدر" کی تقریظ نگار ابوالمیزان نے تحریر کیا:

"مختلف فیہ مسائل کا تنازعہ دُور کرنا بلاشبہ تبلیغ دین کا ایک حصہ ہے مگر ساری فوج دیگر محاذ چھوڑ کر یہیں ڈٹ جائے تو باقی محاذوں کی کیا درگت بنے گی اس کا اندازہ کرنے کی ضرورت

نہیں ہے آج کی دنیا دیکھ لیجئے کمانڈر نہ ہو یا ہو مگر کمزور ہو تو فوج ایسی ہی من مانی کرتی ہے جیسی آج کل ہو رہی ہے۔ ساری اہلِ حدیثیت ایک 'مختلف فیہ مسائل' کے نام ہو گئی ہے۔"

(انوار البدر صفحہ ۴۵، ناشر اسلامک انفار میشن ممبئ)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کی گواہیاں

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد نے "مدرک رکوع، مدرک رکعت" کے عنوان پر بات کرتے ہوئے کہا:

"اس نوجوان کا یہ بھی اصرار تھا کہ یہ بات کہ اس مسئلہ میں اہلِ حدیث علماء میں اختلاف ہے، ابھی بیان نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اب اس جذباتیت اور جہالت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اب یہ شدت پسندی ایک ہی مسلک اور فرقے میں زیادہ دیکھنے میں مل رہی ہے اور ایک ہی مسلک اور فرقے سے تعلق رکھنے والے اپنے ہی مسلک اور فرقے کے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنیاد پر مسلک اور فرقے سے اندر باہر کرنے کی عظیم خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ اس بدترین فرقہ واریت کا حل یہی ہے کہ ایک مسلک سے وابستہ علماء کو دوسرے مسلک کے اہلِ علم کے لیے بھی اختلاف کی گنجائش باقی رکھنی چاہیے۔ ورنہ تو فرقہ واریت ایک مزاج ہے، یہ صرف دوسرے فرقے سے نہیں الجھتا بلکہ اپنے فرقے میں بھی موجود ہر دوسرے شخص سے الجھ پڑتا ہے۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۶۷)

حافظ زبیر صاحب نے مذکورہ عبارت کے متصل بعد لکھا:

"معاملہ یہیں پر ختم نہ ہوا بلکہ اگلے دن وہ نوجوان چار مناظر اپنے ساتھ لے آئے۔ چار رکعات تراویح کے بعد انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا اور سمجھانا شروع کر دیا۔ ایک صاحب کی تو داڑھی بھی نہ تھی، مزدور پیشہ لگتے تھے لیکن بحث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ اسی طرح علمی مناظرہ میں جو سب سے پیش پیش تھے، انہیں ترجمہ قرآن بھی نہ آتا تھا، بس حدیث کی چند ترجمہ شدہ کتابوں کو لے کر بعض ابواب کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انہیں کئی بار سمجھایا کہ میں مناظرے کے میدان کا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے کچھ غلط بیان نہیں کیا ہے۔ زیادہ

=÷=

حساسیت کی ضرورت نہیں ہے، لیکن بات ان کے پلے نہیں پڑ رہی تھی۔ اس دَوران تراویح کی نماز ہوتی رہی اور ہم مسجد کے صحن میں صف کے آخر میں بیٹھے گفتگو کرتے رہے۔ اس طرح تقریباً بیس منٹ کا قیام اللیل انہوں نے خود بھی ضائع کیا اور میرا بھی ضائع کروایا۔ اور یہ اصحاب تقریباً ۱۵ کلومیٹر کا سفر کر کے یہاں آئے تھے، مجھے سمجھانے کے لیے۔ بہر حال میں نے ان سے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں اس وقت نماز کا قیام کرنا چاہیے کہ جس پر ہم سب کا اتفاق ہے کہ وہ نیکی کا کام ہے لیکن وہ وفد اِس بات پر بضد تھا کہ قیام اللیل کی بجائے یہ وقت اُن سے مناظرہ میں گزاروں کہ یہ بات ان کے نزدیک قیام اللیل سے بڑھ کر نیکی کا کام تھا۔ میں معذرت کر کے قیام اللیل میں شامل ہو گیا جب کہ یہ مناظر حضرات آدھ گھنٹہ پیچھے بیٹھ کر آپس میں کھسر پھسر کرتے رہے۔ لیکن انہیں قیام لیل جیسی نیکی میں شامل ہونے کی توفیق نہ ہوئی۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۶۸)

آگے لکھا:

"اب اس نوجوان کا کوئی قصور نہیں ہے کیوں کہ اسے اہلِ حدیث کرنے والوں کے نزدیک اہلِ حدیث ہونا آٹھ سے دس مسائل کا نام ہے اور اسے جب پوری اہلِ حدیثیت انہی مسائل کے گرد گھومتی نظر آئے گی تو اس کی زندگی کا مقصد انہی فروعی مسائل کے لیے جینا مرنا ہی قرار پائے گا۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۶۹)

آگے لکھتے ہیں:

"فرقہ واریت اور جماعتی تعصب کی بنیاد ہی یہ رویہ ہے کہ ہمارا مسلک اور جماعت تو سو فی صد درست ہے اور دوسرا سو فی صد غلط ہے۔"

(صالح اور مصلح صفحہ ۳۷۲)

زبیر صاحب کی اس عبارت پڑھنے کے بعد ایک اور زبیر یعنی زبیر علی زئی کی عبارت پڑھئے:

"میں اور میرے تمام ساتھی علی الاعلان اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مذہب اہلِ حدیث ہی حق ہے، اس کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں۔"

=÷=
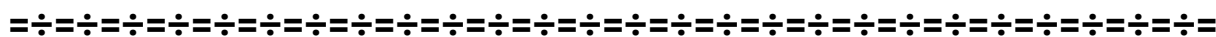
(اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۶۵)

مولانا عبد المنان راسخ کی گواہیاں

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد کہتے ہیں:

"بعض خطبائے کرام نور و بشر، آمین، فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین جیسے مسائل پر ہی گفتگو کرنا اپنے مسلک کی خدمت سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمیں اس دن بہت حیرت ہوئی کہ ایک خطیب صاحب کے سامنے مشہور و معروف مبلغ اسلام کا ذِکر کیا گیا تو وہ جواب میں فرمانے لگے: ہاں ان کی آواز تو بہت پُر تاثیر ہے، لیکن ان پر حرام ہے کہ انہوں نے کبھی مسلک پر تقریر کی ہو۔" ہمیں ان کی یہ بات سن کر بہت حیرت ہوئی۔"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۱۷ مکتبہ اسلامیہ)

راسخ صاحب کہتے ہیں:

"جن خطباء کو نعرہ بازی اور مجمع سازی کا نشہ ہوتا ہے وہ صرف اختلافی مسائل کو ہوا دیتے ہیں اور اخلاقیات کی تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے امن و امان کی صورتِ حال کو فتنہ و فساد میں تبدیل کر کے اپنی راہ لیتے ہیں۔ بعد میں مقامی جماعت ان کی (تبلیغ) کے نتائج بھگتتی ہے۔ ہمیں یاد آیا کہ ایک ذمہ دار ساتھی نے بتایا کہ میں نے ایک معروف خطیب صاحب وعدہ لیا، بعد میں قریب جا کر عرض کیا: مولانا! صبر کے موضوع پر تقریر کرنا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے: مجھ سے تقریر کروانی ہے تو مسلک پر کروائیں، ورنہ میں نہیں حاضر ہو سکتا۔"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۱۹ مکتبہ اسلامیہ)

راسخ صاحب "ایک تلخ حقیقت" عنوان کے تحت کہتے ہیں:

"یہ بات سب کے مشاہدہ میں آئی ہے کہ صرف اختلافی مسائل پر زیادہ زور دینے والے ،نعرہ بازی اور مجمع سازی کرنے والے خطیب حضرات میں سے کچھ افراد بد عہد، بد خلق یا کم از کم متکبر ضرور ہوتے ہیں۔ جاہل عوام کے نعرے ان کو خوش فہمی میں مبتلا کر دیتے ہیں، ان کی طبیعت میں عجیب سا عُجب پیدا ہو جاتا ہے اور ان کو گھمنڈ کسی کام کا نہیں چھوڑتا۔"

=÷=

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۱۹ مکتبہ اسلامیہ)

راسخ صاحب کہتے ہیں:

"اسی طرح ایک خطیب صاحب فرمانے لگے: بتاؤ میرے علاوہ مسلک کون بیان کر رہا ہے؟ میں ہی ہوں جو ہر وقت مسلک کے لیے لگا رہتا ہوں۔ مقام غور ہے! کیا دیگر خطبا، علماء اور مشائخ حضرات مسلک کا کوئی کام نہیں کر رہے؟"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۲۰ مکتبہ اسلامیہ)

محمد ضیاء الحق نعمانی کی عبارت پر ایک نظر

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد کی کتاب "صلوۃ الرسول" میں غیر مقلدین کی تخریج اور حواشی کے مطابق بیسیوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ جب یہ تاثر پھیلا کہ اس کتاب میں ضعیف حدیثوں کی بھرمار ہے۔ تب محمد ضیاء الحق نعمانی غیر مقلد (مدیر نعمانی کتب خانہ لاہور) نے نئے ایڈیشن میں اس کا بزعم خود یوں جواب دیا:

"یاد رہے کہ اعتراض کرنے والوں کی بیان کردہ "ضعیف احادیث" میں سے ایک بھی ایسی نہیں کہ جس پر مسلک کتاب و سنت کی بنیادی سند کا مدار ہو۔ مثلاً: فاتحہ ... رفع الیدین ... آمین بالجہر... سینہ پر ہاتھ... تراویح۔"

(سخن ناشر تسہیل الوصول الی تخریج و تعلیق صلوۃ الرسول صفحہ ۱۷)

ضیاء الحق صاحب نے دعویٰ کیا کہ مذکورہ مسائل کے دلائل صحیح حدیثیں ہیں۔ اس پر اگرچہ بحث کی گنجائش موجود ہے مگر ہم دوسری بات بتانا چاہتے ہیں کہ اُن کے نزدیک مسلک کتاب و سنت کے بنیادی مسائل فاتحہ، رفع یدین، آمین بالجہر، سینہ پر ہاتھ باندھنا اور تراویح ہیں لہٰذا اُن کے علاوہ باقی مقامات پر ضعیف حدیثیں ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ انہیں بس مذکورہ مسائل کی فکر ہے، اس لئے کہ یہ اُن کے نزدیک بنیادی مسائل ہیں۔ جناب! جب آپ لوگ ضعیف حدیث سے کلی اجتناب کے دعوے دار ہیں تو اس سے کلی طور پر پرہیز کریں خواہ مذکورہ بالا مسائل ہوں یا ان کے علاوہ دیگر مسائل۔

مزید یہ کہ یہاں بجا طور پر سوال ہوتا ہے کہ کیا کتاب و سنت کے بنیادی مسائل یہی چند فروعی مسائل ہیں؟ اس کی بجائے یوں کیوں نہیں کہا کہ غیر مقلدیت کے بنیادی مسائل یہی ہیں۔

=÷=

مولانا اشتیاق علی ذھبی، خادم الحدیث جامعہ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ ٹوپی (صوابی)

عذاب قبر کے متعلق حدیث عائشہؓ پر منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کریم کے بعد احادیث نبوی ﷺ شریعت کا دوسرا بڑا ماخذ ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خود قرآن کریم کو ٹھیک ٹھیک سمجھنا اور اس پر عمل کرنا احادیث نبوی ﷺ کے بغیر ممکن نہیں، لیکن یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ انکار حدیث کا فتنہ سب سے پہلے دوسری صدی ہجری میں اٹھا، جس کے بانی خوارج اور معتزلہ تھے، اس فتنہ کی تردید میں امام شافعیؒ اور دیگر محققین نے وسیع تحقیقی کام کیا، جس کی وجہ سے یہ فتنہ ترقی نہ کر سکا اور کچھ مدت بعد ختم ہو گیا، پھر صدیوں تک اسلامی دنیا میں کہیں بھی انکار حدیث کی کوئی تحریک نہ اٹھی، تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں انکار حدیث کا فتنہ دوبارہ اٹھا، اس بار اس فتنے کا مرکز برصغیر پاک وہند تھا، تقسیم ہند کے بعد یہ فتنہ ختم نہیں ہوا، بلکہ پاکستان میں بھی اس فتنہ کو فروغ دینے کا سلسلہ جاری رہا، انکار حدیث کا یہ فتنہ اپنے نتائج کے اعتبار سے انتہائی خطرناک ہے، لہذا ان لوگوں کا سب سے اول نشانہ صحاح کے احادیث ہیں مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ، ان کو معلوم ہے کہ سب مسلمانوں کے دلوں میں ان صحاح احادیث کی بڑی قدر ہے، تو یہی منکرین احادیث نے ان کو نشانہ بنایا، تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی قدر ومنزلت کم ہو جائیں، لہذا ان کا یہ کہنا کہ عذاب قبر کے بارے میں وہ روایات جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور نبی کریم ﷺ کو یہودیوں کی خبر دینے کا ذکر ہے، وہ درست نہیں ہے، حالانکہ ایسا ہے نہیں، بلکہ آپ ﷺ کو عذاب قبر کے بارے میں پہلے سے علم تھا، اور وہ روایات بھی درست و صحیح ہیں، جس پر یہ لوگ اعتراضات کرتے ہیں۔

لہذا منکرین احادیث کے ان روایات پر اعتراضات کے جوابات ذیل میں تفصیلی دی گئی ہیں:

اعتراض نمبر 1: کیا نبی کریم ﷺ کو عذآب قبر کے بارے میں یہودی عورتوں کے بتانے سے پہلے علم نہیں تھا؟

جواب: کیوں نہیں، جناب نبی کریم ﷺ کو ان یہودی عورتوں کے آنے سے پہلے عذاب قبر کا علم تھا، جیساکہ قران کریم میں واضح طور پر اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

"النار يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة، أدخلوا آل فرعون أشد العذاب". [غافر:46]

=÷=

ترجمہ: "وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح اور شام، اور جس دن قائم ہو گی قیامت، حکم ہو گا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں"

اور سورہ غافر مکی سورت ہے، تو معلوم ہوا، کہ یہ سورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے پہلے نازل ہوئی ہے جس میں ان یہودی عورتوں کا قصہ موجود ہے کیونکہ وہ قصہ مدینہ منورہ میں ہوا ہے، نہ کہ مکہ میں۔

اور اسی طرح ان آیت کریمہ میں غور و فکر کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں، کہ آل فرعون کو برزخ میں عذاب دیا جاتا ہے اور صبح و شام ان پر آگ پیش کیا جاتا ہے، اور جب قیامت کے دن آئیں گے تو اللہ تعالی ان کفار کے اجساد کو اٹھائیں گے، اور ان کو دوبارہ زندہ کریں گے، تاکہ وہ (کفار) آگ (جہنم) میں داخل ہو۔

اور یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے عذاب قبر اور برزخ پر، جیسا کہ امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"وهذه الآية أصل كبير في استدلال أهل السنة على عذاب البرزخ في القبور".

لہذا یہ بات واضح ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کو عذاب قبر کے بارے میں پہلے سے علم تھا، اور مدینہ منورہ جانے سے پہلے آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ امم سابقہ (گذشتہ امتوں) کو قبر میں عذاب دی جاتی ہے۔

اعتراض نمبر 2: ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عذآب قبر کا یہ عقیدہ یہودی عورتوں سے لیا ہے، پہلے آپ ﷺ کو علم نہیں تھا بلکہ ان عورتوں سے آپ ﷺ نے عذاب قبر کا عقیدہ سیکھا اور پھر اس کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتا رہا اور بیان کرتا رہا؟

جواب: نہیں، عذاب قبر کا عقیدہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے نہیں لیا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے، ان احادیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ نبی کریم ﷺ نے عذاب قبر کا یہ عقیدہ یہودیوں سے لیا، بلکہ ان احادیث میں ایسے قرائن و دلالات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ عقیدہ ان سے نہیں لیا بلکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرما کر خبر دی ہے، اور ان پر دلیل ہم ان احادیث کی روشنی میں دیتے ہیں، جن پر یہ منکرین حدیث، ملحدین و زنادقہ اسلام دشمن اعتراضات کرکے باطل استدلالات کرتے ہیں، لہذا ہم ان احادیث کو پیش کرتے ہوئے جن پر منکرین حدیث نے شبہات کیے ہیں، ان کے جوابات دیتے ہیں۔

پہلی حدیث:

"قال حدثنا هارون بن سعيد، وحرملة بن يحيى قال هارون: حدثنا وقال

=÷=

حرملة: أخبرنا ابن وهب، أخبرني يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، قال: حدثني عروة بن الزبير، أن عائشة قالت: دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندي امرأة من اليهود، وهي تقول: هل شعرت أنكم تفتنون في القبور؟ قالت: فارتاع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: «إنما تفتن يهود» قالت عائشة: فلبثنا ليالي، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هل شعرت أنه أوحي إلي أنكم تفتنون في القبور؟» قالت عائشة: فسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، بعد يستعيذ من عذاب القبر ".

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ کہنے لگی، کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤگے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کانپ گئے، اور فرمایا کہ یہود آزمائے جائیں گے، ام المومنین عائشہؓ بیان کرتی ہیں، کہ پھر چند راتیں گزر گئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہاری قبرں میں آزمائش ہو گی؟ ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ میں نے اس دن سے نبی کریم ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا"۔

اس حدیث مبارک سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1-کیا تم مسلمان لوگوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے؟

اس بات سے صاف معلوم ہوا، کہ یہ یہودی عورت حضرت عائشہؓ اور نبی کریم ﷺ کو عذاب قبر کے متعلق معلومات نہیں دے رہی، بلکہ صرف حضرت عائشہؓ سے سوال کرتی ہے، اور نہ نبی کریم ﷺ کے جواب پر رد کرتی ہے، اور نہ آپ ﷺ کے جواب سے ان کی اثبات اور نفی کی صحت معلوم ہوتی ہے، اور نہ کوئی عاقل شخص اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہے کہ وہ یہ گمان کرے، کہ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت سے عذاب قبر کا عقیدہ سیکھا۔

2-نبی کریم ﷺ پہلے سے جانتے تھے کہ اللہ تعالی سابقہ امتوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیتے ہیں، جیسے آل فرعون اور یہود وغیرہ،

اور اس پر دلیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے اس یہودی عورت سے سوال سنا، تو آپ ﷺ نے فورا رد کر کے

فرمایا۔ "کہ یہود کو فتنے میں مبتلا کیا جائے گا" یعنی ان کو قبروں میں عذاب دی جائے گی، اور یہ بات اس پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ امم سابقہ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے جیسا کہ اس پر "**انما تفتن الیھود**" واضح دلیل ہے۔

3- تیسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ بعد میں نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوا، اور وحی کے ذریعے خبر دی گئی، کہ نافرمان مسلمانوں کو بھی قبروں میں عذاب عارضی (بطور تزکیہ) دی جائے گی، جیسا کہ اس پر "**هل شعرت أنه اوحی الی۔۔الخ**" کے الفاظ واضح دلیل ہے۔

دوسری حدیث:

"**قال حدثنا زهير بن حرب، وإسحاق بن إبراهيم، كلاهما عن جرير، قال زهير: حدثنا جرير، عن منصور، عن أبي وائل، عن مسروق، عن عائشة، قالت: دخلت على عجوزان من عجز يهود المدينة، فقالتا: إن أهل القبور يعذبون في قبورهم، قالت: فكذبتهما ولم أنعم أن أصدقهما، فخرجتا ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت له: يا رسول الله إن عجوزين من عجز يهود المدينة دخلتا على، فزعمتا أن أهل القبور يعذبون في قبورهم، فقال: «صدقتا، إنهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم» قالت: «فما رأيته، بعد في صلاة إلا يتعوذ من عذاب القبر**".

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودی بوڑھیوں میں سے دو بوڑھی مجھ پر داخل ہوئی، انہوں نے کہا، کہ اہل قبور کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتے ہیں، میں نے دونوں کو جھٹلایا اور میں نہیں چاہتی تھی کہ ان کی تصدیق کروں، پس وہ دونوں چلے گئیں، اور رسول اللہ ﷺ مجھ پر داخل ہوا، پس میں آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ کہ مدینہ منورہ کے بوڑھیوں میں سے دو یہودی بوڑھیاں مجھ پر داخل ہوئی، ان کی یہ گمان تھیں کہ اہل قبور کو ان کی قبرون میں عذاب دی جاتی ہیں، پس آپ ﷺ نے فرمایا: کہ انہوں نے سچ کہا، بے شک ان کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے کہ جانور ان کو سنتے ہیں، عائشہؓ فرماتی ہے: کہ میں نے اس کے کبھی آپ ﷺ کو ایسا نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا کہ جس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو"۔

اس حدیث مبارک سے تو صاف معلوم ہوا، کہ نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم پہلے سے تھا، کہ نافرمانوں کو ان کی

=÷=

قبروں میں عذاب دی جاتی ہیں، جیساکہ اس پر آپ ﷺ کا کلام واضح دلیل ہے، جب حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے ان یہودی عورتوں کی عذاب قبر کے متعلق گفتگو کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ بے شک وہاں قبروں میں (نافرمانوں کو) اس قدر عذاب ہو گا، کہ چوپائے ان کا عذاب سنیں گے۔

اگر نبی کریم ﷺ کو عذاب قبر کے متعلق علم نہ ہوتا، تو حضرت عائشہؓ کی سوال پر آپ ﷺ خاموشی یا تردد اختیار فرماتے، حالانکہ آپ ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ جواب دیا، کہ عذاب قبر موجود ہوتا ہے۔

اور اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ایک اضافی وصف بھی بیان کیا، جو ان دو یہودی بوڑی عورتوں کے سوال میں نہیں تھا، کہ جن لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتی ہیں، تو ان کی آوازیں جانور سنتے ہیں، لہذا آپ ﷺ عذاب قبر کے متعلق اتنا زیادہ جانتے تھے، کہ اوصاف تک معلوم تھے، اور یہودیوں کو معلوم نہیں تھے۔

لہذا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا، کہ آپ کو عذاب قبر کے بارے میں پہلے سے علم تھا۔

تیسری حدیث:

"قال حدثنا هاشم، قال: حدثنا إسحاق بن سعيد، قال: حدثنا سعيد، عن عائشة، أن يهودية كانت تخدمها، فلا تصنع عائشة إليها شيئا من المعروف، إلا قالت لها اليهودية: وقاك الله عذاب القبر، قالت: فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم علي، فقلت: يا رسول الله، هل للقبر عذاب قبل يوم القيامة؟ قال: "لا، وعم ذاك؟" قالت: هذه اليهودية لا نصنع إليها من المعروف شيئا، إلا قالت: وقاك الله عذاب القبر، قال: "كذبت يهود، وهم على الله عز وجل أكذب، لا عذاب دون يوم القيامة"، قالت: ثم مكث بعد ذاك ما شاء الله أن يمكث، فخرج ذات يوم نصف النهار مشتملا بثوبه، محمرة عيناه، وهو ينادي بأعلى صوته: "أيها الناس، أظلتكم الفتن كقطع الليل المظلم، أيها الناس، لو تعلمون ما أعلم بكيتم كثيرا وضحكتم قليلا، أيها الناس، استعيذوا بالله من عذاب القبر، فإن عذاب القبر حق"

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ ایک یہودی عورت میری خدمت کیا کرتی تھی، میں جب بھی اسے کوئی چیز دیتی تو وہ کہتی، اللہ تعالی تم کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے، جب رسول اللہ میرے ہاں تشریف لے آئے، تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول کیا قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی نہیں، بھلا تم یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہو، میں نے

=÷=

کہاں، فلاں یہودی عورت، جب بھی ہم اسے کوئی چیز دیتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ اللہ تعالی تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہودی جھوٹ بولتے ہیں، اور اللہ پر بہت زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہوگا، اس کے بعد کچھ دن آپ ﷺ ٹھہرے رہے، جتنا اللہ تعالی کو منظور تھا، ایک دن آپ ﷺ وین دوپہر کے وقت نکلے جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر ایک کپڑا اوڑھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں، اور آپ ﷺ بلند آواز سے فرماتے جا رہے تھے: "لوگوں اندھیری رات کی ٹکڑوں کی طرح تم پر فتنے چھا رہے ہیں، لوگوں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم اسے جان لیتے تو تم بہت زیادہ روتے اور کم ہنستے، لوگوں عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو، بے شک قبر کا عذاب حق ہے"۔

اس حدیث مبارک سے بھی معلوم ہوتی ہیں کہ آپ ﷺ نے عقیدہ عذاب قبر ان یہود سے نہیں لیا ہے، یہ صرف دشمنان اسلام کا الزام تراشیاں ہیں، جو ہر دور میں کرتے ہیں۔

اگر نبی کریم ﷺ یہ عقیدہ بقول آپ لوگوں کے ان یہود سے لیتا یا سیکھتا، تو پھر اس سے پہلے والی حدیث میں ان کو جھٹلاتے کیوں؟ اور آپ ﷺ یہ کیوں فرماتے، کہ یہود اللہ تعالی پر جھوٹ بولتے ہیں؟ بلکہ خاموشی اختیار فرماتے اور ان سے ان کی کلام سنتے اور مزید تفصیلات پوچھ لیتے؟

2- اگر نبی کریم ﷺ کو اس عقیدہ کا علم ان سے لیا تو پھر فوراً آپ ﷺ کیوں نہیں نکلے کہ مسلمانوں کو عذاب قبر سے ڈراتے؟ لیکن حدیث ہمیں صاف بتاتے ہیں کہ کچھ مدت بعد آپ ﷺ پر وحی اترا۔

3- حدیث سے معلوم ہوا، کہ آپ ﷺ پر جب وحی نازل ہوا تو آپ ﷺ اس حال میں نکلے کہ آنکھ مبارک سرخ تھے اور یہ ہیئت و شکل سچا ہونے کی دلیل ہے، اگر ہم بالفرض کہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں سے لیا گیا ہے تو پھر آپ ﷺ کا ہیئت اور آنکھیں مبارک اتنا سرخ کیوں؟

اعتراض نمبر 3: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عائشہؓ خود اس میں متردد ہے کبھی فرماتی ہے کہ ایک یہودی عورت آئی اور کبھی کہتی ہے دو بوڑھی عورتیں اور کبھی خادمہ کا قصہ بیان کرتی ہے۔

جواب: یہ حدیث صحیح ہے، بلکہ حضرت عائشہؓ کہ یہ تینوں روایات جس میں یہودی عورتوں کا ذکر ہے یہ صحیح ہیں، لیکن یہ واقعات مختلف ہیں اور مختلف موقعوں پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمائی ہے، جسکی تفصیل یہ ہیں:

پہلی روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ ایک یہودی عورت نے مجھے کہا کہ کیا تم لوگ قبروں میں آزمائیں

=÷=

جاؤ گے، یہ سن کر آپ ﷺ کانپ گئے، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہود آزمائیں جائیں گے، پس کچھ راتیں ہم ٹھہرے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میری طرف وحی نازل ہوئی کہ تم کو بھی قبروں میں آزمائیں جاؤ گے، اور دوسری روایت میں ہے کہ یہود کی دو بوڑھیاں میرے ہاں آئے اور عذآب قبر کا ذکر کیا، پس میں آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ان کی تصدیق کی۔

یہ دونوں اصل میں دو واقعہ ہے، پہلا قصہ تو گزر گیا پھر نبی کریم ﷺ کو اس کے بارے میں خبر دیا گیا، لیکن ام المومنینؓ کو معلوم نہیں تھا، پھر کچھ عرصہ بعد دو بوڑھیاں آئیں، تو ام المومنین حضرت عائشہؓ انہیں جھٹلایا چونکہ آپؓ کو عذاب قبر کے اثبات کے بارے میں نزول وحی کا علم نہیں تھا، پس جب نبی کریم ﷺ تشریف لے آئیں، اور ام المومنینؓ نے ان دو بوڑھیوں کی گفتگو کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ انہوں نے سچ کہا، اور حضرت عائشہؓ کو عذاب قبر کے بارے میں وحی سے خبر دار کیا۔

خلاصہ یہ اگر کوئی درجہ بالا احادیث کی تفصیل صدق دل کے ساتھ پڑھے، تو عذاب قبر کے متعلق منکرین حدیث کے تمام تر شبہات سے محفوظ رہے گا، جو ہر دور میں اپنے خواہش پرستی اور عقل پرستی کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

هذا ما ظهر لي والله اعلم بالصواب وعلمه أتم واحكم.

=÷

محترم محسن اقبال صاحب حفظہ اللہ

کیا یزید قسطنطنیہ والے مغفرت کی بشارت میں شامل تھا؟
مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کے موقف کی وضاحت

اہلحدیث کہلانے والے کچھ نام نہاد محققین نے یزید کے دفاع میں مولانا نافع رحمہ اللہ کی کتاب فوائد نافعہ کا حوالہ دیا اور استدلال کیا کہ مولانا نافعؒ کے نزدیک قسطنطنیہ میں پہلا حملہ ہوا یزید اس کا امیر تھا اور یزید مغفرت کی بشارت میں شامل تھا۔

مولانا نافعؒ یزید کو اس لشکر کا امیر مانتے تھے جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا لیکن یزید اس مغفرت کی بشارت میں شامل ہے مولانا نافعؒ اس کے قائل نہیں تھے۔۔ فوائد نافعہ میں مولانا نافعؒ نے اپنی کتاب سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف مکمل تفصیل کے لئے رجوع کا ذکر کیا ہے۔

سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں مولانا نافع غزوہ قسطنطنیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اس جیش کے غازیوں کے متعلق "**مغفور لھم**" کی جو بشارت دی گئی ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے اگر ان میں یزید بن معاویہ بھی شامل ہو تو وہ بھی اس بشارت کا مستحق ہے مگر اسکے ساتھ محدثین نے اسکی وضاحت ذکر کی ہے۔"

آگے فتح الباری اور عمدۃ القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

"مطلب یہ ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ سے اس غزوہ کے بعد ایسے افعام اور امور سرزد ہوئے جنکی وجہ سے وہ مستحق مغفرت نہ رہا تو وہ اس عموم (مغفرت) سے خارج ہو گا۔ اگر اللہ تعالی چاہیں تو معافی دے دیں اور اگر چاہیں گے تو گرفت فرمائیں گے جیسے دیگر اہل معاصی کے حق میں قاعدہ ہے۔

پس اس حدیث کی تشریح میں جو کچھ علماء نے نقل کیا ہے اور یزید بن معاویہ کے مغفور ہونے یا نہ ہونے کی تشریح کر دی ہے وہ کافی اور صحیح ہے۔"

مزید وضاحت کے لئے مولانا نافعؒ نے شرح ابواب والتراجم للبخاری از شاہ ولی اللہؒ کی طرف رجوع کا ذکر کیا۔

=÷=

اور شاہ ولی اللہؒ نے شرح تراجم للبخاری میں، ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں، علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں اس روایت کی تشریح میں یزید کو اس مغفرت سے خارج کیا ہے۔

(سیرت امیر معاویہ رضی اللہ، 262/263)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک **"مغفور لہم"** سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ اس دوسرے لشکر میں شریک تھا بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ گواہی دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو اس نے گناہ کئے وہ بخش دیے گئے، کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کی شان یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں۔ ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ فرما دیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اس کی بخشش کر دی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی۔ اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں، بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے، جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروانا، مدینہ طیبہ کو تاخت و تاراج کرانا، شراب نوشی پر اصرار کرنا، ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ چاہے تو معاف کرے، چاہے تو عذاب دے۔ جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے حق میں یہ ہی طریقہ رائج ہے"

(شرح تراجم ابواب بخاری/117)

یہی مفہوم علامہ قسطلانی نے "ارشاد الساری ۱۲۵/۵، اور علامہ بدرالدین عینی نے "عمدۃ القاری 14/199" اور علامہ مناوی نے "فیض القدیر 84/3" میں بیان فرمایا ہے۔

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ

"میں کہتا ہوں کہ مغفرت کے عموم میں اسکے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس عموم سے خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مشروط ہے اس بات سے کہ وہ شخص مغفرت کا اہل ہو یہاں تک کہ ان غازیوں سے

=÷=
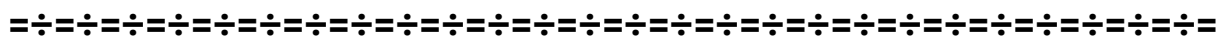
کوئی بعد میں مرتد ہو جاتا ہے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں رہتا۔"

(عمدۃ القاری، 199/14)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ

"یزید کا اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دلیل خاص سے اس عموم سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ حضور ﷺ کا قول مغفور لہم مشروط ہے مطلق نہیں۔ وہ یہ کہ مغفور لہم وہ ہے جو بخشش کے اہل ہوں۔ اگر کوئی فرد لشکر کا مرتد (بے ایمان) ہو جائے وہ اس بشارت مغفرت میں داخل نہیں ہو گا۔ اس بات پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے۔ پس یہ اتفاق اس بات کی دلیل ہے کہ لشکر قسطنطنیہ کا وہ شخص مغفرت یافتہ ہے جس میں مغفرت کی شرائط مرتے وقت تک پائی جائیں

(فتح الباری جلد 7 ص 196)

اس کے ساتھ ساتھ اسی کتاب فوائد نافعہ میں مولانا نافعؒ نے لکھا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو مسلم بن عقیل رضی اللہ کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے سامنے پیش ہوا تو پہلے وہ خوش ہوا اس کے بعد جلد ہی اس فعل پر نادم ہوا اور ابن زیاد پر لعنت کی۔

(فوائد نافعہ، 249/229)

تو مولانا نافعؒ کا مؤقف واضح ہوا کہ ان کے نزدیک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش بھی ہوا اور یزید نے ہی ابن زیاد کو مسلم بن عقیل رضی اللہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور یزید اس غزوہ قسطنطنیہ کے پہلے لشکر میں شامل ہے لیکن مغفرت کی بشارت سے خارج ہے۔

=÷=

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: شہید ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

۳: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمہ اللہ

۴: امینِ ملّت علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

۵: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنّۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

واٹس ایپ رابطہ نمبر: 03428970409